

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم..... صحابہ کرام..... اولیائے کرام اور چند دیگر
پہلوانوں کی کشتیوں کے مشہور واقعات کا دلچسپ مجموعہ

کُشتیاں

فیضانِ ملت محمدیہ رضی اللہ عنہما
حضرت علامہ محمد رفیع الرحمن صاحب دینی روضی رحمہ اللہ

فیضانِ نظر

ریاست علی مجددی

تالیف

فیضانِ عالم پبلیکیشنز
پیپلز کالونی گوجرانوالہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم..... صحابہ کرام..... اولیائے کرام اور چند دیگر
پہلوانوں کی کشتیوں کے مشہور واقعات کا دلچسپ مجموعہ

کشتیاں

فیضانِ نظر

فیض ہدایت حضرت علامہ محمد فیض پاشا احمد اویسی ضوی مدظلہ العالی

تالیف

ریاست علی مجددی

فیضانِ عالم پبلیکیشنز
پیشہ کا لونی گوجرانوالہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	گشتیار
تالیف	ریاست علی مجددی
کمپوزنگ	طاہر کمپوزنگ سنٹر کوٹ قاضی گوجرانوالہ
پروف ریڈنگ	حافظ لیاقت علی کوٹ قاضی گوجرانوالہ
باہتمام	زُنیر پہلوان پبلیکیشنز کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ
تعداد	1100
صفحات	80
ہدیہ	50 روپے

ملنے کے پتے

جلالیہ و صراط مستقیم پبلی کیشنز گجرات
 کرمانوالہ بک شاپ لاہور / فیضانِ مدینہ سرائے عالمگیر
 مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / رضا بک شاپ گجرات
 مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / دارالقلم سرائے عالمگیر
 جامعہ محمدیہ رضویہ بھکھی شریف۔ منڈی بہاوالدین
 مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ / مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر
 جامع مسجد خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ
 اویسی بک سٹال گوجرانوالہ 0333-8173630

صراط مستقیم پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور

﴿فہرست﴾

❖	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	❖
»»	1	انتساب.....	5	««
»»	2	عرضِ مؤلف.....	6	««
»»	3	گشتیاں.....	8	««
»»	4	شہنشاہِ لولاک کا نامی گرامی عرب پہلوانوں کو پچھاڑنا.....	8	««
»»	5	رُکانہ پہلوان کا غرور خاک میں ملا دیا.....	11	««
»»	6	آپ ﷺ کے سامنے ابوالاسود جمحی پہلوان کا چیت ہونا.....	17	««
»»	7	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شیطان کو تین بار پچھاڑ دینا.....	18	««
»»	8	شہزادگانِ حسنین کریمین علیہم السلام کی کشتی.....	20	««
»»	9	امام علی زین العابدین علیہ السلام کا چیلنج.....	21	««
»»	10	حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا شیطان کو پچھاڑ دینا.....	22	««
»»	11	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورکانہ رضی اللہ عنہ کی کشتی.....	23	««
»»	12	کم سن صحابہ رضی اللہ عنہم کا شوقِ جہاد کے لئے کشتی کرنا.....	25	««
»»	13	حضرت بشیم رضی اللہ عنہ کا ایک جن عورت سے مقابلہ.....	26	««
»»	14	خواجه جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا کشتی کے دوران سید کا ادب کرنا.....	27	««
»»	15	خواجه امیر کلال رضی اللہ عنہ کا شوقِ کشتی.....	41	««
»»	16	حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے کی شاہ زوری.....	46	❖

❖	17 ﴿ حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا شاہی پہلوان سے زور آزمائی کرنا. ﴾ 46	❖
❖	18 ﴿ خواجہ محمد قاسم صادق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سکھ پہلوان کا غرور خاک میں ملا دیا. ﴾ 49	❖
❖	19 ﴿ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک عقیدت مند پہلوان ﴾ 51	❖
❖	20 ﴿ خواجہ سید غلام رسول شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور شوق کشتی ﴾ 52	❖
❖	21 ﴿ سائیں علم الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پہلوان کو چیت کر دیا... ﴾ 54	❖
❖	22 ﴿ گا ماں پہلوان کی پشت پر تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ... ﴾ 46	❖
❖	23 ﴿ پہلوان سائیں امام دین ملتانیہ کو بابا بکھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی امداد. ﴾ 59	❖
❖	24 ﴿ شیر اہل سنت علامہ عنایت اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جن کی مرمت کرنا ﴾ 61	❖
❖	25 ﴿ شیخ اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید کی مدد فرمائی ﴾ 64	❖
❖	26 ﴿ سکھ پہلوان کے مقابلے میں مسلمان پہلوان کی فتح ﴾ 66	❖
❖	27 ﴿ عابد اور شیطان کا مقابلہ ﴾ 67	❖
❖	28 ﴿ کشتی کا مقابلہ اور بادشاہ کا قبولِ اسلام ﴾ 70	❖
❖	29 ﴿ رستم تے سہراب پہلوان دی داستان ﴾ 71	❖
❖	30 ﴿ فہرست المراجع والمصادر ﴾ 79	❖



حُسن انتساب

اُن مُقدّس نُورانی ایمان اُفروز لمحات کے نام جب
 شاہِ لولاک... رسولِ پاک... سیدُ الابرار... محبوبِ پروردگار... شاہسوارِ براق... سرورِ کائنات
 خزینہء اسرارِ الہیہ... گنجینہء انوارِ قدسیہ... خزینہء معرفتِ الہی... آئینہء جمالِ خوبروی... برقِ سحابِ دلجوئی
 زیبِ نجمِ گلستاں... گلِ ماہتابِ باغِ رسالت... جگر گوشہء کانِ کرم... دستگیرِ در ماندگانِ اُمم
 نہرِ خیابانِ توحید... نورِ عینِ خورشید... سلسبیلِ باغِ جنت... آبِ حیاتِ رحمت... ساحلِ نجاتِ اُمت
 قبلہء دیں... کعبہء ایماں... شہنشاہِ دو جہاں... امامِ مرسلان... شاہِ عرب و عجم

حضورِ مصلیٰ علیہ السلام احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ مصلیٰ علیہ السلام عرب کے

نامی گرامی پہلوانِ رُکانہ کو چاروں شانے گرا کر اُس کے سینہ پر سوار ہو گئے

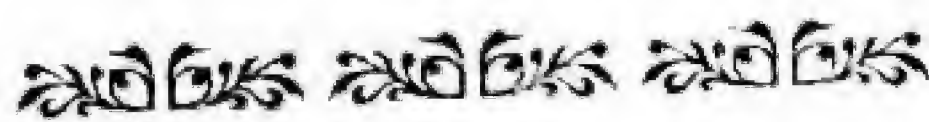


طالبِ شفاعتِ مصطفیٰ مصلیٰ علیہ السلام

ریاست علی مجددی

کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

۵ ربیع الاول شریف ۱۴۳۱ھ ❖ ۲۰ فروری ۲۰۱۰ء



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
رَحْمَةِ الْعَالَمِیْنَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ
اَجْمَعِیْن اَمَّا بَعْدُ!

عرضِ مؤلف

ہر قسم کی حمد و ثناء اُسی ذات پروردگارِ عالم ... مالکِ حقیقی ... حکیم و علیم ... احکم الحاکمین،
معبود و مسجودِ برحق ... ربِّ محمد ﷺ کے لئے جو مالکِ حقیقی ہے ... جس نے سب کو نقشِ ہستی عطا فرمایا
، پانی پر زمین کا فرش اور فضا میں آسمان کا خیمہ لگایا ... جس کے قبضہ اختیار میں سب کچھ ہے ... اگر
چاہے تو ایک لمحہ میں بادشاہ کو گدا کر اور گدا کر کو بادشاہ بنا دے۔

پھر کروڑوں بلکہ کھربوں درود و سلام اس محبوبِ عالی وقار پر جو کمال ہی کمال ... جمال ہی
جمال اور خیر ہی خیر ہیں ... جو آدم علیہ السلام کے وسیلہ ... نوح علیہ السلام کے ناخدا ... ابراہیم علیہ السلام کے
مقصودِ دعا ... اسماعیل علیہ السلام کے نورِ نظر ... موسیٰ علیہ السلام کے عنوانِ کلام ... تکی علیہ السلام کے حاصل
مناجات ... عیسیٰ علیہ السلام کے مبشر ... سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے خواب کی تعبیر ... سید عبداللہ علیہ السلام کے دل کا
درمان ... ربِّ کائنات کے محبوبِ اعظم ﷺ ... پوری انسانیت کے محسنِ اعظم ﷺ ... سارے
عالمین کے لئے رحمتِ اعظم ﷺ ہیں۔

بے حد و حساب درود و سلام اُس ہادی کائنات ... شفیعِ معظم ... نورِ مجسم احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ
پر جو راحتِ خستہ دلاں ... چارۂ بے چارگاں کی شان لیکر ہم عاجزوں کے خستہ مقدروں کو سکندر
بنانے کے لئے جلوۂ گر ہوئے۔

راقم الحروف جب دورانِ سروس وزیر آباد سے تبدیل ہو کر 2007ء کو گوجرانوالا
(E.D.O. Works & Services Office) آیا تو اپنے محکمہ ورکس اینڈ
سروئسز (پی۔ ڈبلیو۔ ڈی) کی ایک معروف اور قابل ترین شخصیت ... میرے محسن، محمد ظہیر خان
صاحب ہیڈ کلرک (آف انچارج آباد) کے پاس بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا، اس کے خاص

(Main) دو فائدے ہوئے۔ ایک تو دفتری کام کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ کے پیاروں کا ذکر ہوتا رہتا ہے، اس دوران گا ہے بگا ہے کئی صاحبِ دل بھی تشریف لاتے رہتے ہیں اور یہ اوقات مزید بابرکت ہو جاتے ہیں، سال 2008ء کے کسی روز کی بات ہے کہ ایک دن بندہ ناچیز کو محترم خاں صاحب نے فرمایا کہ کوئی بات سناؤ تو اُس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی کشتی والا واقعہ اور ساتھ ہی ابامین حسنین کریمین ﷺ کی کشتی والا واقعہ سنانے کا شرف حاصل ہوا۔ اُسی وقت دل میں شوق پیدا ہوا کہ اولیائے کرام کے کشتیوں کے دلچسپ واقعات جو کہ مختلف کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں اُن کو جمع کر دیا جائے۔ پھر اُسی دن سے اس موضوع پر کام شروع کر دیا۔ پیر و مرشد کی نظر کرم اور والدین کی دُعاؤں اور بیٹی غلام زاہرا کے تعاون سے یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔ اس ضمن میں چند واقعات عام پہلوانوں کے بھی آگئے ہیں جو دلچسپی سے خالی نہیں ہوں گے۔ اب یہ کوشش قارئین کے سامنے ہے۔ اُمید ہے کہ اسے خوش دلی سے پسند فرمائیں گے۔ مزید گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی سقم نظر آئے، تو بجائے تنقید کے اصلاحی پہلو کے پیش نظر ضرور آگاہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ ﷻ آئندہ ایڈیشن میں اُس کی تصحیح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ محترم محمد ظہیر خاں صاحب نے کمال شفقت سے کمپیوٹر کے فن سے روشناس کرایا اور گھر میں چھوٹے بھائی ڈاکٹر شفاقت علی صاحب نے کمپیوٹر کی سہولت فراہم کر کے یہ ہنر سیکھنے میں مزید آسانی پیدا کر دی۔ اس طرح تصنیف و تالیف کے لیے کمپوزنگ کی انتہائی اہم ضرورت بھی پوری ہو گئی۔ بندہ ناچیز ان تمام صاحبان کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے میرے لئے اتنی آسانیاں فراہم کیں۔ اللہ ﷻ انہیں دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔

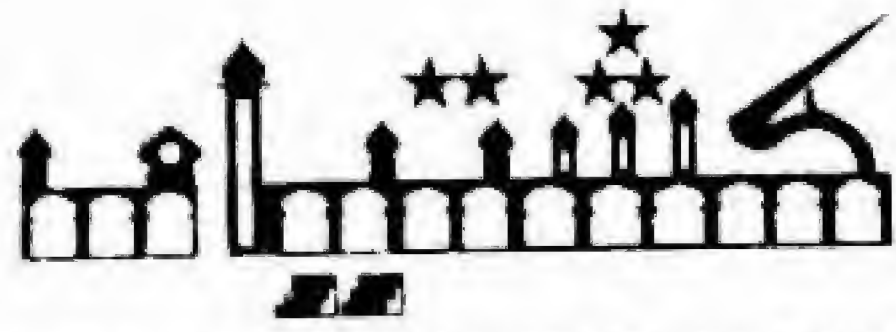
جن علماء و مشائخ کے کلام سے استفادہ کیا ہے اور جو محبت سے اس کا مطالعہ کریں گے دُعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین...

یارب العالمین، بجاو سید المرسلین ﷺ

طالب شفاعت مصطفیٰ ﷺ

ریاست علی مجددی

کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ



شہنشاہِ لولاک ﷺ کا نامی گرامی عرب پہلوانوں کو پچھاڑنا

ہمارے سوہنے اور پیارے نبی... باعثِ ایجادِ عالم... سرورِ انبیائے عالم... فجرِ موجودات... خلاصہ موجودات... واسطہ ہر فضل و کمال... مظہر ہر حسن و جمال... صاحبِ لولاک... افضل الخلاق... محبوب رب العالمین... رحمۃ اللعالمین... خاتم النبیین... معدنِ علومِ اولین والآخرین... سید الاولین والآخرین... حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ شہرِ مکہ معظمہ میں ۱۲ ربیع الاول شریف... عام الفیل... ۲۰ اپریل ۵۷۰ء... کو اس عالمِ دنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے والد پاک کا نام مبارک حضرت سیدنا عبداللہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور والدہ محترمہ کا نام اقدس سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب ہے۔ آپ ﷺ کے والد محترم آپ ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری سے پہلے ہی انتقال فرما گئے اور مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔ کچھ عرصہ آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ پھر والدہ محترمہ کے پاس آ گئے۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک ۶ سال کی ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ آپ ﷺ کو ساتھ لے کر اپنے شوہر کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ گئیں، اُم ایمن بھی ساتھ تھیں، واپسی پر راستے میں ابواء کے مقام پر آپ ﷺ کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئیں اور وہیں دفن ہوئیں۔ اُم ایمن آپ ﷺ کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ آ گئیں اور آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے حوالے کیا۔ جب عمر مبارک ۸ سال کی ہوئی تو دادا عبدالمطلب بھی انتقال فرما گئے

اور حسب وصیت آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب جو آپ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ماں جائے بھائی تھے، آپ کے کفیل ہوئے ❖ ۱۲ سال کی عمر میں آپ نے اپنے چچا حضرت ابوطالب کے ساتھ ملک شام کا تجارتی سفر کیا ❖ ۲۵ سال کی عمر مبارک میں آپ ﷺ کی پہلی شادی مبارک سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوئی جن کی عمر اُس وقت ۴۰ سال تھی ❖ ۳۵ سال کی عمر مبارک میں خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے وقت حجر اسود آپ ﷺ کے فیصلہ کے مطابق رکھا گیا ❖ ۶۱۰ء... ۴۰ سال کی عمر مبارک میں غار حرا میں پہلی وحی کا نزول ہوا ❖ ۴۳ سال کی عمر مبارک میں اعلان نبوت اور علی الاعلان تبلیغ دین کا آغاز کیا ❖ ۶۱۵ء... ۴۵ سال کی عمر مبارک میں مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی جن میں آپ ﷺ کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا اور اُن کے شوہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ تقریباً ایک سال بعد آپ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور چند ہی دن بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے ❖ ۴۷ سال کی عمر مبارک میں شعب ابی طالب میں قیام فرمایا ❖ ۵۰ سال کی عمر مبارک میں وہاں سے رہائی ملی۔ اسی سال ماہ رمضان میں آپ ﷺ کے شفیع چچا حضرت ابوطالب انتقال فرما گئے اس کے تین دن بعد آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا انتقال فرما گئیں، اس لئے یہ عام الحزن یعنی غم کا سال کہلایا ❖ ۶۱۹ء میں آپ ﷺ طائف تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے واپسی پر نخلہ کے مقام پر جن حاضر ہوئے اور ایمان لائے ❖ ۶۲۰ء میں مدینہ منورہ کے قبیلہ خزرج کے چھ آدمی عقبہ منیٰ کے نزدیک ایمان لائے، جہاں اب مسجد عقبہ ہے ❖ ۶۲۱ء... ۲۷ رجب المرجب آپ ﷺ کو معراج شریف ہوئی اور اُمت کے لئے پانچ نمازوں کا تحفہ ملا ❖ ۶۲۲ء... ۵۳ سال کی عمر مبارک میں آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی ❖ ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء مطابق ۸ ربیع الاول کو قبا کے مقام پر پہنچے۔ مقام قبا پر اسلام کی پہلی مسجد تعمیر فرمائی، یہاں سے روانگی، مدینہ منورہ کے قریب نماز جمعہ فرض

ہوئی۔ اُس مقام پر آج مسجد جمعہ ہے۔ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف آوری، مسجد نبوی کی تعمیر، اذان کی ابتداء، اسی سال ہوئی ❖ ۶۲۴ء... ۲ھ میں مسجد قبلتین میں تحویل قبلہ ۴ ربیع الاول کو رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے اور حق و باطل کا پہلا معرکہ غزوہ بدر ۱۱ رمضان المبارک بروز جمعہ المبارک کو مقام بدر پر ہوا ❖ ۶۲۵ء... ۳ھ کو حق و باطل کا دوسرا معرکہ غزوہ احد ماہ شوال میں ہوا ❖ ۶۲۷ء میں غزوہ احزاب جنگ خندق ہوا ❖ ۶۲۸ء میں بیعت رضوان صلح حدیبیہ ہوئی، شاہ حبشہ نے اسلام قبول کر لیا ❖ ۶۲۸ء... ۵۹ سال کی عمر مبارک میں والیان ملک کو دعوت اسلام دی۔ ❖ ۶۲۹ء میں غزوہ خیبر... غزوہ موتہ... فتح مکہ... غزوہ حنین وغیرہ ہوئے ❖ ۶۳۱ء میں غزوہ تبوک ہوا، منافقوں کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو گرا کر جلا دیا گیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا گیا۔ اہل یمن و ملوک حمیر کے وفود حاضر ہو کر ایمان کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے وغیرہ ❖ ۶۳۲ء میں جہادِ روم کے لئے سریہ تیار فرمایا اور امیر حضرت اسامہ بن زید کو مقرر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ ذوالحجہ میں حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ پہنچے اور تقریباً دو ماہ کے بعد ۱۹ صفر کو آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی، ۲۵ صفر کو ضعف بڑھ گیا، ۲۶ صفر کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم ہوا۔ یکم ربیع الاول شریف ۱۱ھ مطابق مئی ۶۳۲ء بروز دوشنبہ تریسٹھ سال کی عمر مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ علین قرب رب العالمین واصل ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات :- اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ❖ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بنتِ زمعہ ❖ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ❖ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بنتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ❖ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنتِ خزیمہ ❖ سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی امیہ ❖ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنتِ جحش ❖ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنتِ الحارث ❖ سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی سفیان رضی اللہ عنہ ❖ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنتِ حی بن اخطب ❖ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بنتِ حارث ❖ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا۔

آپ ﷺ کی اولاد پاک :- تین صاحبزادے قاسم ❖ عبداللہ (طیب طاہر)
❖ ابراہیم علیہ السلام اور چار صاحبزادیاں سیدہ زینب علیہا السلام ❖ سیدہ رقیہ علیہا السلام ❖ سیدہ اُمّ
کلثوم علیہا السلام ❖ سیدہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام ❖

سرکارِ دو عالم ﷺ نہ صرف روحانی طاقت میں سب پر فوقیت رکھتے تھے بلکہ
واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ جسمانی طاقت میں بھی سب پر فوقیت رکھتے تھے جس
کا مظاہرہ کئی مواقع پر آپ ﷺ نے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جسمانی طور پر اتنا
طاقتور بنایا تھا کہ عرب کا بڑے سے بڑا پہلوان بھی آپ کے سامنے دم نہ مار سکتا
تھا، اور وہ اقرار کرتا تھا کہ جو قوت آپ ﷺ کے جسم مبارک میں ہے وہ غالب و قادر
پروردگار کی طرف سے عطا ہے۔ عرب کے مشہور پہلوانوں نے آپ ﷺ سے پنجہ
آزمائی کی مگر حضور ﷺ کے ہاتھوں بالکل لاغر کی طرح پچھاڑ دیئے گئے۔ روحانی
طاقت کی طرح آپ جسمانی طاقت کے لحاظ سے بھی حضور ﷺ دوسروں پر ہمیشہ
غالب رہے۔

رُکّانہ پہلوان کا غرور خاک میں ملا دیا

رُکّانہ عرب کا ایک مشہور پہلوان تھا۔ وہ مکہ کے مضافات میں کوہِ اضم کے دامن
میں رہتا تھا۔ یہ بہت زیادہ طاقتور، دلیر اور کشتی کے فن میں بڑا ماہر پہلوان تھا۔ اس
نے شہر میں بہت خون خرابہ کیا تھا اور کسی کو اس سے آنکھیں چار کرنے کی جرأت نہ
تھی۔ کیونکہ ہر شخص اس کی طاقت سے ڈرتا تھا۔ اُس کے پاس بکریوں کا ایک بہت بڑا
ریوڑ تھا جس کو وہ وادیِ اضم میں چرایا کرتا تھا۔ اُس کی وادی میں کسی کو دم مارنے کی
جرأت نہ ہوتی تھی لوگ یہاں سے کترا کر نکل جاتے تاکہ رُکّانہ پہلوان کا سامنا نہ ہو۔
بنو ہاشم سے اُس کی رشتہ داری بھی تھی۔ حافظ ابن کثیر نے اس کا نسب نامہ یوں نقل کیا

ہے..... رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن عبد مناف۔ بتوں کا وفادار تھا اور طاقتور چیتے کی طرح اپنی وادی میں کسی کے جانور نہ چرنے دیتا، اس کی طاقت اور شہ زوری کا بہت چرچا تھا، کفار مکہ کی سازشوں سے وہ بھی حضور ﷺ کی مخالفت میں بہت سخت تھا۔ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ بلا خوف و خطر اُس وادی میں تشریف لے گئے تاکہ فریضہء دعوت حق ادا فرمائیں۔ ادھر رکانہ بھی آ نکلا اور وہاں آپ ﷺ سے ٹھہر ہو گئی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ اس وقت تنہا تھے۔ جب اُس نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو موقع کو غنیمت جان کر بڑے رُعب و غرور سے کہنے لگا۔

”يَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ الَّذِي تَشْتُمُ آلِهَتَنَا اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ“

”اے محمد ﷺ! آپ ہی ہیں، جو ہمارے معبود (بتوں) لات و عزى کو گالیاں دیتے ہیں؟“

اس کے بعد اس نے مزید جارحانہ انداز میں کہا کہ اے محمد (ﷺ)! آپ ہمارے معبودوں کو بے بس قرار دیتے ہیں اور اپنے معبود کی کبریائی بیان کرتے ہیں۔ اور تم لوگوں کو لات و عزى کی عبادت سے ہٹا کر ایک خدا کی عبادت پر لگانا چاہتے ہو؟ اگر میرا آپ سے خاندانی و نسبى تعلق نہ ہوتا تو میں آپ کی زندگی کا چراغ بجھا دیتا، تاہم غنیمت ہے کہ آج تم میرے ہتھے چڑھ گئے ہو، اس لئے مقابلہ کئے بغیر واپس نہ جانے دوں گا۔ پھر اس نے حضور ﷺ کو کشتی لڑنے کی دعوت دی اور کہنے لگا میں اپنے معبودوں سے مدد طلب کروں گا اور آپ اپنے رب کو پکاریں۔ اگر آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو میں آپ کو دس بکریاں انعام دوں گا اور تمہیں اختیار ہوگا کہ دس بہترین بکریاں میرے ریوڑ سے انتخاب کر لو۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے اُس کی اس فرمائش کو منظور کر لیا اور رکانہ کے مقابلے میں (جسے کشتی کے فن میں پورا کمال حاصل تھا) خدائے عزیز و مقتدر سے مدد مانگی۔ اس کے برعکس رکانہ نے لات و عزى کو پکار کر کہا کہ آج محمد (ﷺ) کے مقابلہ میں میری مدد کرو۔ جب اُس سے کشتی ہوئی تو حضور ﷺ نے اُسے آن واحد میں نہایت آسانی

سے زمیں پر پٹخ دیا اور فوراً اُس کے سینہ پر سوار ہو گئے۔ اُسے چوٹ لگی اور بہت تکلیف ہوئی مگر ہٹ دھرمی سے اپنی شکست کو تسلیم نہ کیا۔

اُس کے بعد رُکانہ نے دوبارہ کشتی کرنے کی استدعا کی اور کہنے لگا: اگر اس دفعہ بھی آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو آپ کو اختیار ہوگا کہ میری بکریوں میں سے مزید دس بکریاں چھانٹ لیں۔ آپ ﷺ نے قبول کر لی۔ جب دوبارہ مقابلہ ہوا تو حضور ﷺ نے اُسے بے جان جسم کی طرح زمین پر پچھاڑ دیا۔ اب کے بار پھر رُکانہ ہکا بکارہ گیا کہ یہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا ”واقعی آپ کا خدا آپ کی مدد کرتا ہے ورنہ کبھی ممکن نہ تھا کہ تجھ جیسا فنِ کشتی سے نا آشنا شخص اس آسانی سے مجھے پچھاڑ لیتا، حقیقت یہ ہے کہ آج سے پہلے کبھی کسی نے میری پیٹھ نہیں لگائی تھی۔“ اس کے بعد رُکانہ بولا کہ آپ از سر نو یعنی تیسری مرتبہ مجھ سے کشتی لڑیں تاکہ میں پھر ایک مرتبہ اپنے دل کا ارمان نکال لوں۔ اگر آپ اس مرتبہ بھی مجھ پر غالب آ گئے تو آپ کو اختیار ہوگا کہ دس مزید بکریاں میرے ریوڑ میں سے انتخاب کر لیں۔ مگر وہ تیسری بار بھی زورِ نبوت کے سامنے ٹھہر نہ سکا اور آپ ﷺ نے اسے زمین پر شانوں کے بل چت پچھاڑ دیا۔

اس دفعہ اس کا ہوش ٹھکانے آ گیا اور جان گیا کہ یہ قوت واقعی ایسی ہے کہ جو عام شخص کی نہیں۔ نیز اس پر اس کے کفر کے تالے ٹوٹ گئے اور کہنے لگا۔

فَلَسْتُ الَّذِي فَعَلْتَ بِیْ هَذَا اِنَّمَا فَعَلَهُ الْهَكَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
وَحُذِّنِّی الْلَّتِ وَالْعُدَى

یہ سب کچھ آپ نے نہیں کیا بلکہ (آپ کی مدد کرتے ہوئے) آپ کے

غالب وقادر اور حکیم رب نے کیا ہے اور میرے لات وعزّی نے مجھے رسوا کروا دیا۔

رُکانہ نے شکست تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ اپنی پسند کی تیس بکریاں لے لیں۔

سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری ان بکریوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں تو

صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس بات کا اقرار کر لو کہ اللہ کے سوا کوئی بھی قابل عبادت نہیں اور میں اس کا رسول ﷺ ہوں۔ میں تو تجھے فقط اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ مجھے پسند نہیں کہ تو آتش جہنم میں جائے، تو اسلام قبول کر لے تو جہنم کی آگ سے محفوظ و سلامت رہے گا۔ اس نے کہا: جب تک آپ ﷺ مجھے کوئی نشانی نہیں دکھاتے میں اسلام قبول نہیں کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کو گواہ ٹھہراؤ کہ میری دعا سے اللہ نے تجھے کوئی نشانی دکھائی تو میری دعوت قبول کر لے گا۔ اس نے کہا: ”بے شک“۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بدعہدی تو نہیں کرو گے؟“۔ وہ بولا: ”بالکل نہیں“۔

پاس ہی کیکر کا ایک بہت بڑا پیڑ (درخت) تھا جس کی شاخیں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اللہ کے حکم سے میری طرف آ، تو اس درخت کے دو ٹکڑے ہو گئے اس کا ایک حصہ شاخوں سمیت نبی کریم ﷺ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ رُکانہ نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے عظیم نشانی دکھائی ہے۔ اب اسے واپس جانے کا حکم دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ درخت واپس اپنی جگہ پر چلا گیا تو کیا میری تصدیق کرو گے؟“۔ رُکانہ نے کہا: ”اب مجھے آپ ﷺ کی بات مان لینے میں کوئی تامل نہ ہوگا“۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہیں بدعہدی کا مرتکب نہ ہوتا“۔

آپ ﷺ نے درخت کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ درخت اپنی شاخوں سمیت واپس اپنے تنے کے ساتھ مل گیا۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اب اسلام کے دائرے میں آ جا، امن و سلامتی کے ساتھ رہے گا۔

رُکانہ نے کہا: اگرچہ آپ نے مجھے بہت بڑی نشانی دکھائی ہے۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ شہر کی عورتیں اور بچے میرے متعلق کہیں کہ میں نے آپ کی دعوت خوف کی وجہ سے قبول کی ہے۔ حالانکہ آج تک کسی نے میرا پہلو زمین پر نہیں لگایا اور نہ میرے دل

میں خوف پیدا ہوا ہے۔ بس آپ اپنی بکریاں لے لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے تیری بکریوں کی ضرورت نہیں جب کہ تو میری دعوت کو ماننا نہیں۔

”شواہد النبوت“ میں لکھا ہے کہ رُکانہ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ قریش کو کیا کہیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کہوں گا کہ تمہیں گرا لیا۔ کہنے لگا: مجھے اس بات کا بڑا دکھ ہوگا اور کہنے لگا آپ اس واقعہ کو کسی اور طریقہ سے بیان فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا: میں جھوٹ کیسے بولوں؟ رُکانہ نے پوچھا: کیا آپ ﷺ کبھی جھوٹ نہیں بولتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کبھی بھی نہیں۔ رُکانہ نے حضور ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور مسلمان ہو گیا۔

يَا مُحَمَّدًا مَا وَضِعَ ظَهْرِي إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَكَ وَمَا كَانَ أَحَدًا بَغَضَ

إِلَيَّ مِنْكَ، وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولَ اللَّهِ

اے محمد ﷺ! آج تک کسی شخص نے میری پشت زمین پر نہیں لگائی تھی اور مجھے آپ سے زیادہ اور کوئی مبغوض نہ تھا لیکن اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے (سچے) رسول ہیں

تاج المذکرین میں آیا ہے کہ جس وقت آپ ﷺ نے تین بار گرایا تو رُکانہ کہنے لگا مجھے نبوت کی قوت کے بغیر کوئی طاقت ٹھکست نہیں دے سکتی تھی کیونکہ آج تک کوئی شخص میری پشت نہیں لگا سکا، اب میرے سینے سے اٹھو اور اس درخت کو ادھر آنے کا حکم دو کہ وہ آپ ﷺ کو سجدہ کرے تو میں بھی ایمان لے آؤں گا۔ آپ ﷺ نے ایسا ہی کر دکھایا درخت نے سجدہ کیا اور زبانِ حال سے کہنے لگا

أنت واجعلنا حقا طعبي لمن حمدك وويل لمن ابك:

اسی وقت رُکانہ ایمان لے آیا اور کہنے لگا: میری بکریوں کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان تقسیم فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے بکریوں کی کوئی ضرورت نہیں

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ہوا پس کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق

ﷺ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تلاش کرتے کرتے آنکے کیونکہ انہیں اطلاع ملی تھی کہ آپ ﷺ وادی اضم کی طرف تشریف لے گئے ہیں اور یہ بات مشہور و معروف تھی کہ وہ رُکانہ کی وادی ہے۔ جہاں کوئی غلطی سے بھی قدم نہ رکھ سکتا۔ لہذا وہ دونوں تلاش میں نکلے انہیں خوف تھا کہ کہیں رُکانہ آپ کے مقابل آکر آپ ﷺ کو شہید نہ کر دے پس وہ ہر چوٹی پر چڑھے اور نیچے جھانک کر دیکھا۔ جب نبی اکرم ﷺ کو آتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا یا نبی اللہ (ﷺ) آپ اس وادی کی طرف کیسے تنہا نکل آئے۔ جب کے آپ ﷺ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ رُکانہ کی وادی ہے اور وہ زبردست پہلوان اور آپ ﷺ کی تکذیب کرنے والا ہے۔ آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: وہ میری طرف نہیں آ سکتا تھا کیونکہ اللہ میرے ساتھ ہے۔ پھر ان دونوں کو سارا ماجرا سنایا۔ انہیں انتہائی تعجب ہوا، عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے رُکانہ کو پچھاڑا ہے؟ اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اس کا تو کبھی کسی انسان نے پہلو تک زمین سے نہیں لگایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اللہ سے دُعا کی تھی اور اُس نے میری مدد فرمائی۔

اس کے بعد رُکانہ قریش کے پاس آیا اور سارا واقعہ بیان کیا اور کہنے لگا: حضور ﷺ پر ایمان لے آؤ؛ وہ رسول خدا ہیں۔

﴿ابوداؤد: ۲۰۹/۲ • دلائل النبوة: ۲۴۵/۱ • الخصائص الکبریٰ: ۱۶۵/۲ • حجة اللہ علی العالمین: ۷۲۸ • معارج النبوة: ۶۰۴ • أسد الغابہ: ۷۷۸/۷ علامہ ابن اثیر • البدایہ والنہایہ: ۱۰۴ • سیرت النبی ﷺ از ابن ہشام: ۲۳۵/۲ •﴾

اک نام ارکانہ پہلوان کے کافر نامی جوان کہاؤندا اے
اوہدی کسے نہ کدی بھی کنڈ لائی فتح دنگلاں دے وچہ پاؤندا اے
اک دن جنگل تھیں گذرے حضور انور ﷺ اگے اجڑا رکانہ چرانوئدا اے
آکھے اج اکٹڑا ہتھ آیا ساڈے بٹاں نوں جھڑا ڈراؤندا اے

پڑھ لے کلمہ ارکانیاں ہو سبذہا کملی والا بے دھڑک فرماوندا اے
 اگوں کہیا ارکانہ نے لڑو گشتی نعرہ مار ونگار بلاوندا اے
 اللہ اکبر سرکار کر دھرن ہٹھا دو جی وار مڑاٹھ کے آوندا اے
 تن وار ارکانے دی کنڈ لگی پریشان حیران ہو جاوندا اے
 اے ارکانہ ہو جا مسلمان صدقوں اگوں شرط ارکانہ ٹھہراوندا اے
 اوہ رکھ سمرہ آجائے کول ٹر کے کلمہ پڑھاں گا پک پکاوندا اے
 او سے وقت اشارے حضور ﷺ دے تھیں رکھ آ کے ادب بجاوندا اے
 وت کہیا ارکانے ہن جائے او تھے او سے جگہ تے وت سہاوندا اے
 کلمہ بول ارکانے نے دین آندا دلوں منوں غلام کہاوندا اے
 دائم شاہ عربی پہلوان کولوں بھاگاں والڑا کنڈ لواوندا اے

❖ کبل پوش: ارازدائم اقبال دائم ❖

آپ ﷺ کے سامنے ابوالاسود جحجی پہلوان کا چت ہونا

مورخ حضرات نے ابوالاسود جحجی کو بھی نامور عرب کے پہلوانوں میں سے شمار
 کیا ہے۔ علاقہ کے تمام پہلوان اس سے مرعوب تھے۔ اس میں جسمانی طاقت اس
 قدر تھی کہ وہ گائے کی کھال پر کھڑا ہو جاتا اور دس پہلوان گائے کی کھال کو کھینچتے تھے، مگر
 کھال کو اس کے پاؤں کے نیچے سے کھینچنے میں ناکام رہتے اگرچہ وہ اس قدر قوت
 لگاتے کہ اس سے کھال ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی مگر اس کے پاؤں کے نیچے سے نہ نکالی
 جاسکتی تھی۔ ایک روز اس نے اپنی طاقت پر گھمنڈ کرتے ہوئے حضور ﷺ کو مقابلے کی
 دعوت دی۔ ﴿إِنْ صَرَعْتَنِي أَمِنْتُ بِكَ﴾ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو میں آپ پر
 ایمان لے آؤں گا۔ آپ ﷺ نے اس کی مبارزت کو قبول کیا اور میدان میں اتر
 پڑھے۔ جب گشتی شروع ہوئی تو آپ ﷺ نے آسانی کے ساتھ اُسے زمین پر دے

● گشتیاب 18 ● از ریاست علی مجددی ●
 مارا اور وہ چت ہو گیا۔ اُسے شکست ہو گئی۔ مگر وہ بد نصیب تھا۔ اپنے وعدے سے مکر
 کیا اور انکار کر کے ایمان سے محروم ہی رہا۔

﴿ مواہب الدنیہ: ۳۶۵/۲ ﴾ توصیف رسول ﷺ ۱۳۲ ﴿ اوصاف رسول ﷺ: ۲۵۴ ﴾
 عرب کے ایک بہادر پہلوان نے حضور ﷺ کو لکارا کہ میں آپ سے کشتی لڑنا
 چاہتا ہوں۔ اگر آپ ﷺ نے مجھے گرا لیا تو مجھے قتل کر دینا اور اگر میں کامیاب ہو گیا تو
 آپ کے فتنے سے لوگوں کو بچالوں گا۔ اس شرط پر کشتی لڑی گئی۔ حضور ﷺ نے اسے دو
 بار چاروں شانے چت گرایا، لیکن وہ ہر بار معافی مانگ لیتا اور حضور ﷺ اُسے معاف
 فرما دیتے۔ تیسری بار اس نے بے خبری میں حضور ﷺ کے پاؤں کو کھینچا۔ جبرائیل
 علیہ السلام نے حضور ﷺ کو مطلع کر دیا کہ یہ غدار اب مقابلہ کی بجائے دھوکے سے کام لینے
 لگا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اب کشتی کی بجائے دھوکہ دہی پر آ گئے ہو۔ کہنے لگا: آپ
 کو کیسے پتہ چلا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے میرے اللہ نے آگاہ کیا ہے۔ وہ اسی وقت
 مقابلہ چھوڑ کر لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھ کر دائرہ اسلام میں آ گیا۔

﴿ معارج النبوۃ: ۶۱۳/۲ ﴾

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ انبیاء علیہم السلام دنیا میں کشتی لڑنے نہیں آتے، وہ تو
 دنیا میں علم لے کر آتے ہیں جس کی روشنی میں وہ لوگوں کو اللہ کی توحید اور اپنی نبوت کا
 لوہا منواتے ہیں۔ لیکن نبوت کی جانچ اور پرکھ کے لیے ہر شخص کا ایک ذہنی معیار ہوتا
 ہے۔ رکنا اور ابوالاسود چونکہ پہلوان تھے لہذا ان کے ہاں نبوت کو پرکھنے کا معیار یہی
 تھا کہ جو انہیں پچھاڑ دے وہ واقعی نبی ہوگا کیونکہ ان کے اپنے ذہنی معیار کے مطابق
 کوئی غیر نبی انہیں پچھاڑ نہیں سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ خواہش تھی کہ کوئی جہنم میں
 نہ جائے، اسی لیے آپ ﷺ ان پہلوانوں کے چیلنجوں کو قبول کرتے رہے۔



حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شیطان کو تین بار پچھاڑ دینا

مینار استقامت ... ماہِ فلکِ عدالت ... آسمانِ جلالت ... صاحبِ فراست ... پیکرِ شرافت ... تصویرِ اخوت ... تفسیرِ محبت ... حسنِ خلافت ... شہریارِ جهانِ سطوت ... تابشِ چہرہ دین ... امیر المؤمنین ... خلیفہ رسالت مآب ... ابو حفص سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسمِ گرامی عمر بن خطاب ... کنیت ابو حفص ... اور لقب فاروق تھا۔ اپنی بہن، بہنوئی کی وساطت سے ایمان قبول کیا۔ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ کے حق میں حضور نبی کریم ﷺ نے ایمان لانے کی دعا بھی فرمائی تھی جو پوری ہوئی۔ اس طرح آپ مراد رسول ہیں۔ چالیسویں نمبر پر آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ کے اسلام لانے کی نبی کریم ﷺ کو بہت خوشی ہوئی، اور راحت ملی۔ مسلمانوں کو آزادی میسر آئی اور مشرکین مکہ کی کمر ٹوٹ گئی، چھپ کر عبادت کرنے والے سایہ دیوارِ کعبہ میں مصروف عبادت نظر آنے لگے۔ عرشِ بریں کے فرشتوں نے نعرے بلند کئے۔ جبریل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت میں مبارک باد پیش کی۔ آپ وہ رجلِ عظیم ہیں جن کا نام سن کر بڑے بڑے سلاطین کے دل دھل جاتے ہیں اور جن کے تصور سے نامور پہلوانوں کے جسموں میں جھرجھری اور تھر تھراہٹ پیدا ہو جاتی ہے، بادشاہوں کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے اور طاغوتی طاقتیں کانپ اٹھتیں۔ آپ وہ باکمال اور پر جلال ہستی ہیں جن کے سائے سے شیطانِ رجیم دُور بھاگتا ہے اور جن کے چہرے کے رُعب کی ضیاء سے ظلمتیں چھٹ جاتی ہیں۔ ہر موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا۔ آپ کی ایک بیٹی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی بیوی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال مبارک کے بعد آپ مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپ کی خلافت کا دور تاریخ اسلام میں ایک سنہری دور ہے جس کا اعتراف غیر مسلم ان الفاظ میں کرتے نظر آتے ہیں کہ اگر اسلام کے دامن میں ایک عمر اور ہوتا تو دنیا میں اسلام ہی اسلام ہوتا۔ آپ کا عدلِ فاروقی مشہور ہے۔ بالآخر ۲۳ھ ۲۳ رذوالحجہ نمازِ صبح

میں ابولوء فیروز نے خنجر کے وار کر کے آپ کو شدید زخمی کر دیا۔ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ۶۳ سال کی عمر میں تقریباً ساڑھے دس سال خلافت کی ذمہ داریاں نبھانے کے بعد یکم محرم الحرام کو اپنی خواہش کے مطابق شہید ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ، شیطان جن سے ملے اور اس سے کشتی کی، خوب مقابلہ ہوا۔ بالآخر اُسے صحابی رضی اللہ عنہ نے پچھاڑ دیا۔ تو شیطان نے کہا: تم مجھے چھوڑ دو میں ایسی عجیب بات بتاتا ہوں جس کو تم پسند کرو گے۔ تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور فرمایا بیان کر۔ اس نے کہا: نہیں بتاؤں گا۔ جن نے کہا: دوبارہ لڑ۔ صحابی رضی اللہ عنہ اُس سے دوبارہ لڑے اور اُسے پھر پچھاڑ دیا اور اُس سے صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے پتلا دبلا رنگلا ہوا پاتا ہوں۔ تیرے دونوں ہاتھ پکھڑے جیسے ہیں، کیا اے جنوں کی جماعت تم سب اسی طرح پر ہوتے ہو یا تو ہی اس طرح پر ہے؟ اس نے کہا یہ بات نہیں ہے۔ خدا کی قسم! میں ان سب میں جسی ہوں لیکن مجھ سے سہ بارہ لڑ، اگر تو نے مجھے پچھاڑ دیا تو میں تجھے ایسی شے سکھاؤں گا۔ جو تجھے نفع دے گی۔ چنانچہ اس سے سہ بارہ لڑے اور اسے پچھاڑ دیا اور اس کے اوپر سوار ہو کر بیٹھ گئے اور اس کے انگوٹھے کو پکڑ کر چبایا تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک تو ہٹلائے گا نہیں میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ تو اس نے کہا تو آیہ الکرسی پڑھتا ہے؟ صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں، اُس نے کہا: تو جب کسی گھر میں اس کو پڑھے گا تو شیطان اس گھر سے اس طرح گوز مارتا ہوا بھاگے گا جس طرح گدھا گوز مارتا ہے (رتج خارج کرنا) اس گھر میں صبح تک شیطان داخل نہ ہوگا۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے پوچھا اے ابو عبدالرحمن! اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے وہ کون صحابی رضی اللہ عنہ تھے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کون ہو سکتا

شہزادگان حسنین کریمین علیہم السلام کی کشتی

آپ شہزادگان امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے، سیدہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے لخت جگر... مولیٰ علی المرتضیٰ علیہ السلام کے فرزندِ دلہند ہیں... سید السادات... سراپائے کمالات... صاحبِ کرامات... چشمہ شرافت... آفتاب سخاوت، مہتاب امامت... امام شریعت و طریقت... واقفِ رموزِ حقیقت... غواصِ بحرِ معرفت... مینارِ شجاعت... حسنِ ہدایت... عکسِ جمالِ مصطفیٰ... پر تو شیرِ خدا... نورِ چشمِ خیر النساء... حضرت امیر المؤمنین سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام رمضان المبارک ۳۰ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور سید الشہداء... راکبِ دوشِ مصطفیٰ... شہسوارِ کربلا... شہزادہ گلکوں قبا... نواسہ رسول امام الانبیاء... نورِ جانِ خیر النساء... پر تو شجاعتِ مرتضیٰ... اور برادرِ حسن مجتبیٰ... تابشِ رُوحِ شہادت... کوکبِ فلکِ نبوت... شناورِ بحرِ شریعت... علمدارِ عرصہ طریقت... امامِ عالی مقام امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت پانچ شعبان المعظم ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں شہزادے جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ آپ نخی باپ کے نخی بیٹے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی پیارے ہیں۔ آپ کی شان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار فرمانِ عالی شان موجود ہیں۔ دونوں کو ہی شہادت کا درجہ نصیب ہوا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کو کسی ظالم نے زہر دے دیا بالآخر آپ پچاس ہجری، پانچ ربیع الاول شریف کو وفات پائی۔ زہر کے ذریعے شہید کیا گیا اور آپ جنت البقیع میں اپنی امی جان کے قدموں میں دفن ہوئے، امام حسین علیہ السلام کو ظالم یزیدیوں نے ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ کو میدانِ کربلا میں بڑی بے دردی سے شہید کر دیا۔ آپ کا روضہ اقدس مقامِ کربلا میں مرجعِ خلائق، زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ علیہ السلام سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کشتی لڑ رہے تھے۔

حضور ﷺ نے لگے ہن یا حسن۔ یعنی اے حسن ہمت و لگن سے کشتی لڑو (مطلب امام حسن رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزائی فرماتا تھا) سیدہ فاطمہ زہراء بتول علیہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)۔ لِمَ تَقُولُ هُنَّ يَا حَسَنَ۔ آپ ایسا کیوں فرما رہے ہیں۔ (یعنی آپ حسن رضی اللہ عنہ کی ہمت بڑھا رہے ہیں، جبکہ حسن رضی اللہ عنہ بڑے اور حسین رضی اللہ عنہ چھوٹے ہیں، ان کی ہمت بڑھانی چاہیے) حضور ﷺ نے فرمایا۔ اِنَّ جَبْرِئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ هُنَّ يَا حُسَيْنٌ۔۔۔ بے شک جبریل علیہ السلام۔ ہن یا حسین کہہ رہے ہیں۔ (یعنی جبریل علیہ السلام، حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ان کی ہمت بندھا رہے ہیں۔

﴿ ذِخْرُ الْقُلُوبِ ۱۳۳: آل رسول ۴۳۲: نور الابصار ۱۱۳: تذکرہ شہادت ۱۱۴: روضۃ الشہداء ۲۴۲/۲: ۴۳۲/۲ ﴾

امام علی زین العابدین علیہ السلام کا چیلنج

امام المحمدین... استاد المفسرین... سید الاتقیاء... زبدۃ العارفین... اسیر کرب و بلا سید امام علی زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن امام حسین رضی اللہ عنہ آپ صاحب علم و فراست... آسمان ولایت کے درخشندہ ستارے... اور تقویٰ و طہارت کے پیکر تھے، آپ نے زندگی میں بے حد مصائب و آلام برداشت کیے۔ نخی باپ کے نخی بیٹے اور عابدوں کی زینت تھے۔ قطب العالمین امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا وصال پر ملال ۲۵ محرم الحرام ۹۴ھ مدینہ منورہ میں ہوا، آپ جنت البقیع میں اپنے چچا امام حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

جب آپ قید کی صورت میں دمشق شہر یزید لعنتی کے پاس پہنچے تو اُس نے آپ علیہ السلام کو قریب اپنے بیٹے کے پہلو میں بٹھا کر کہا: اے علی علیہ السلام! آپ میرے بیٹے کے ہم عمر ہیں کیا اسکے ساتھ کشتی لڑو گے؟

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: کشتی آسان کام ہے، ہم دونوں کو ہاتھ میں خنجر پکڑا دے تاکہ ہم تیرے سامنے جنگ کا مظاہرہ کریں اور جو غالب آجائے وہ مغلوب کو قتل کر دے۔ ﴿ رِوضَةُ الشُّهَدَاءِ ۲۴۸/۲: ۴۳۸/۲ ﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا شیطان کو پچھاڑ دینا

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا شمار اولین ایمان لانے والوں میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد محترم اور والدہ سب مسلمان تھے۔ والدہ کا نام سمیہ بنت خیاط تھا۔ آپ کے ایمان کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمار ایمان سے اپنے مشاش تک بھرے ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے جس نے اپنے گھر میں مسجد بنا کر نماز پڑھی، وہ عمار بن یاسر ہیں۔ آپ کے ایمان کا پتہ لگتے ہی کفار نے ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ برہنہ ریت پر لٹایا جاتا۔ آپ کی والدہ محترمہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو اکثر بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے اور دوپہر کے وقت لوہے کی ذرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتے۔ سورج آگ برساتا اور پاؤں ریت شعلوں کی سی حدت اگلتی۔ زرہ کا لوہا آگ کا روپ دھار لیتا اور آپ اس عذاب سے تڑپنے لگ جاتیں۔ کئی بار ان کے سر پر آگ کے انگارے رکھے جاتے، ان تمام مصائب کے باوجود آپ ایمان پر ثابت قدم رہیں۔ اخیر ابو جہل لعین نے آپ کو ٹانگوں کو اونٹوں سے باندھ دیا اور ظالم نے تیر مارتے ہوئے اونٹوں کو مخالف سمت میں دوڑا دیا جس سے آپ کا جسم چم گیا۔ شہادت کے وقت بھی آپ کے لبوں پر توحید کی عظمت اور رسالت کی تصدیق کے الفاظ تھے۔ اس طرح آپ پہلی شہیدہ ہیں جنہوں نے اپنی جان اسلام کی خاطر راہِ خدا میں دے دی۔

حضرت عمار بن یاسر نے ہجرت کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقریباً تمام غزوات میں شرکت فرمائی بالآخر جنگِ صفین میں حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انسانوں سے بھی جنگ کی ہے اور جن سے بھی۔ سوال کیا گیا؟ کہ آپ نے جن و انس

سے کس طرح قتال کیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک منزل میں اترے اور میں نے پانی لانے کے لیے اپنا ڈول اور مشکیزہ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانی پر تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جو تمہیں پانی لینے سے منع کریگا۔ جب میں کنویں پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کالے رنگ کا آدمی ہے، اُس کا لے آدمی نے کہا کہ اللہ کی قسم آج تم اس میں سے ایک ڈول بھی نہیں بھر سکتے۔ اس پر اس نے مجھے پکڑا اور لڑنے پر تیار ہوا پھر میں نے تین مرتبہ اُسے پچھاڑ دیا۔ ”جس وقت آپ کی کشتی ہو رہی تھی حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی مجلس میں صحابہ کو بتا دیا تھا کہ آج عمار نے تین مرتبہ شیطان کو پچھاڑ دیا ہے۔“ آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ایک پتھر لیکر اسکے چہرہ اور ناک کو توڑ دیا۔ پھر اپنا مشکیزہ بھر کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور پورا قصہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون تھا (جسے تم نے پچھاڑا) میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ شیطان ہے تو میں اسے قتل کر دیتا، لیکن میں نے چاہا کہ اس کی ناک اپنے دانتوں سے کاٹ لوں، لیکن اس کی بدبو کی وجہ سے میں ایسا نہ کر سکا۔

❖ شیطان سے حفاظت: ۱۵۵ ❖ تاریخ جنات و شیطاں: ۱۶۳ ❖ خصائص کبریٰ ❖

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورکانہ رضی اللہ عنہ کی کشتی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد الرحمن، والد کا نام ابوسفیان، بسی لحاظ سے حضور ﷺ کے قرابت دار تھے کیونکہ ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان جو حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔ اس لحاظ سے مولانا روم نے مثنوی شریف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تمام مومنوں کا ماموں فرمایا ہے۔ آپ کی ولادت شہر مکہ مکرمہ میں ظہور نبوت سے آٹھ سال پہلے ہوئی۔ صلح

حدیبیہ کے دن ۷ھ میں اسلام لائے، مکہ والوں کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رکھا پھر فتح مکہ کے دن اپنا اسلام ظاہر فرمایا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کی چھ ماہ خلافت کے بعد تمام مملکت اسلامیہ کے امیر مقرر ہوئے۔ ملک شام کو دار الخلافت بنایا اخیر عمر تک اس عہدے پر فائز رہے۔ آپ کی وفات ۶۰ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں ہوئی۔

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین قمر الملت والدین خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابورکانہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ایمان لانے سے پہلے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی اگر آپ برحق ہیں۔ تو میرے ساتھ کشتی کریں، اگر آپ نے مجھے پچھاڑ لیا تو میں آپ پر ایمان لاؤں گا۔ حضرت ابورکانہ رضی اللہ عنہ بہت بڑے جرأت مند اور مشہور پہلوان تھے۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی اپنی آستینیں چڑھالیں اور فرمایا: میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام ہوں میرے ساتھ کشتی کر، اگر مجھے پچھاڑ لے گا تو تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنا۔ حالانکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس سے مقابلے کے پہلوان نہ تھے بلکہ کشتی کے ہنر سے نا آشنا تھے، صرف جذبہ ایمانی نے اس پر برا بھلا کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی طرف دیکھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی، خدایا! معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو دشمن پر غالب فرما۔ جب کشتی شروع ہوئی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابورکانہ رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ ابورکانہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس دفعہ میرا پاؤں پھسل گیا، لہذا دوبارہ کشتی کروں گا۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اسی طرح آن واحد میں گرا دیا۔ ابورکانہ رضی اللہ عنہ کے اصرار پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سہ بارہ اسے پچھاڑ دیا۔ اور اس کے سینہ پر بیٹھ گئے۔ اس وقت ابورکانہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یقین ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہیں گرایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا کام ہے۔ اور کلمہ شہادت پڑھ کر مشرف باسلام ہو گئے۔ ❖ انوار قمریہ: ۱۳۶ ❖

کم سن صحابہ رضی اللہ عنہم کا شوق جہاد کے لئے کشتی کرنا

انبیاء و رسل کے قائدِ اعظم حضورِ نور ﷺ غزوہ اُحد کے موقع پر جب مدینہ منورہ سے اُحد کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ سبک نامی گھوڑے پر سوار، گلے میں کمان آویزاں، دست مبارک میں نیزہ۔ اسلام کے جاں فروش مسلح سپاہی ساتھ۔ ان میں سوزرہ پوش ہیں۔ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ مرکب ہمایوں کے آگے آگے دوڑتے جا رہے ہیں۔ مجاہدین اپنے آقا کے دائیں بائیں حلقہ بنائے چاک و چوبند شیروں کی طرح رواں دواں ہیں۔ راستہ میں دو ٹیلوں کے پاس سے گزر رہا۔ جنہیں شیخین کہا جاتا تھا۔ یہاں رحمتِ عالم ﷺ نے لشکرِ اسلام کا جائزہ لیا، جو کمسن تھے انہیں واپس بھیج دیا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سترہ ایسے نوجوان تھے جن کی عمریں ۱۴ سال سے کم تھیں انہیں واپس کر دیا گیا۔ ان میں سے ایک کا نام سعید بن جبہ تھا۔ جب اُحد میں یہ کمسنی کی وجہ سے انہیں حصہ لینے کی اجازت نہ ملی۔ لیکن غزوہ خندق کے موقع پر اُن کی عمر پوری ہو گئی تھی۔ یہ شامل ہوئے اور خوب خوب دادِ شجاعت دی۔ رحمتِ عالم ﷺ نے جب اس نوجون کو یوں جان کی بازی لگا کر لڑتے دیکھا تو انہیں اپنے پاس بلایا، اُن کے سر پر اپنا دستِ شفقت پھیرا اور اُن کے لیے اُن کی نسل کے لیے اور اولاد میں برکت کی دُعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی اس دُعا کو یوں شرفِ قبولیت سے نوازا مورخین لکھتے ہیں کہ یہ چالیس بھتیجوں کے چچا تھے، چالیس بھائیوں کے بھائی تھے اور بیس بیٹوں کے باپ تھے۔ اُنہی کی اولاد میں سے اسلام کا وہ جلیل القدر فرزند پیدا ہوا جس نے اپنے علمی کارناموں سے دنیائے اسلام بلکہ دنیائے علم کے گوشہ گوشہ کو منور کر دیا۔ وہ ہیں امام ابو یوسف جو حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگرد اور امیر المؤمنین ہارون الرشید کے عہد میں اسلامی مملکت کے قاضی القضاۃ تھے۔ (سبل الہدی: ۲۷۸/۴ ❖)

ایک دوسرے نو جوان رافع بن خدیج تھے کسی کی وجہ سے حضور ﷺ نے انہیں واپس جانے کا حکم دیا۔ لیکن جب عرض کی گئی یہ ماہر تیر انداز ہے تو حضور ﷺ نے انہیں قبول کر لیا۔ سمرہ بن جندب کو بھی کم عمری کی وجہ سے جہاد میں شرکت کی اجازت نہیں ملی تھی انہیں جب پتہ چلا کہ رافع کو اجازت مل گئی ہے۔ تو اس نے اپنے سوتیلے باپ سُتری بن سنان سے جا کر کہا کہ رافع کو حضور ﷺ نے اجازت دے دی ہے۔ میں اُس سے زیادہ طاقتور ہوں۔ مجھے بھی اجازت ملنی چاہیے۔ بیشک مجھے اس سے کشتی لڑالیں۔ اگر میں اس کو پچھاڑ لوں تو پھر مجھے لڑائی میں شرکت سے محروم نہیں رکھنا چاہیے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے دونوں کو طلب فرمایا اور انہیں کشتی لڑنے کا حکم دیا۔ سمرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حریف کو پچھاڑ دیا۔ رحمتِ عالم ﷺ نے اُن کو بھی جہاد میں شمولیت کی اجازت فرمادی۔

جب تک قوم کے نو عمر بچوں میں شوقِ شہادت کا یہ عالم تھا۔ قیصر و کسریٰ کے تاج و تخت اُن کے قدموں کو چومتے رہے اور جب سے یہ جذبہ سرد ہو گیا، زمانہ بدل گیا۔ گردشِ روزگار بدل گئی۔

❖ ضیاء النبی ﷺ ۳/۶۸ راز پیر محمد کرم شاہ الازہری ❖

❖ تاریخ الخمیس: ۴۲۲/۱، بحوالہ سیرۃ الرسول ﷺ ۶/۳۴۲ راز ڈاکٹر محمد طاہر القادری ❖



خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کشتی کے دوران سید کا ادب کرنا

رئیس العلماء، امیر الاولیاء، قائد اوتاد، شیخ وقت، شیخ طریقت، امام شریعت، مرجع مطلع سعادت والوار، بحر حقائق و اسرار، پیشوائے اہل حقیقت، سید الطائفہ، طاؤس العلماء، ابوالقاسم حضرت شیخ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مقدسہ ۲۱۵ھ میں خلیفہ مامون الرشید کے دور خلافت میں بغداد شریف میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا نام محمد ابن جنید قواریری تھا۔ آپ کے والد محترم آئینہ سازی اور شیشہ گری کے آلات کی تجارت کیا کرتے تھے۔ اور ایران کے شہر نہاوند کے رہنے والے تھے نہاوند سے ہجرت کر کے بغداد شریف میں اپنا مسکن بنا لیا تھا اور اپنا کاروبار بھی یہیں پر شروع کر لیا تھا۔ کچھ دیر آپ نے اپنے ولد محترم کے ساتھ کاروبار کیا پھر اپنے ماموں حضرت خواجہ سزی سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی مریدی اور صحبت اختیار کر لی۔ اور خرقة و خلات سے نوازے گئے اور اپنے ماموں پیر و مرشد کے خلیفہ اعظم ثابت ہوئے۔ آپ نے تقریباً دو سو ساतذہ کرام کی صحبت میں رہ کر تعلیم کے مدارج طے کئے۔ آپ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ جہاں بھی کسی صاحب علم و فضل کے بارے میں معلوم ہوتا تو اس کی صحبت میں رہنا باعث سعادت خیال کرتے۔ آپ نے بہت سے علماء کرام و اولیاء عظام سے اکتساب فیض حاصل کیا اور انکی صحبت کے زیر سایہ سلوک و عرفان کی منازل طے کیں۔ تربیت کے آداب سے آگاہی حاصل کی علم و معرفت کے اسرار و رموز سے روشناس ہوئے اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ جب آپ کے اپنے حلقہ ارادت میں لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے شامل ہونا بہت بڑی سعادت سمجھا۔ آپ کے مریدوں اور عقیدت مندوں میں سے بہت سے وقت کے اجل اولیاء کرام ہوئے۔ آپ کا خاصہ ہے کہ آپ نے اخیر وقت تک نماز کو نہیں چھوڑا، بالآخر آپ زندگی کے سفر کی منازل طے کرتے ہوئے ۲۹۸ھ کو دار الفنا سے دار البقاء کی طرف تشریف لے گئے۔ پھر آپ کا جنازہ بغداد شریف کے مشہور قبرستان شونیزیہ میں

لے جایا گیا جہاں آپ کو آپ کے مرشد اور ماموں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے نزدیک دفن کر دیا گیا۔ جہاں آپ کا مزار اقدس مرجع خلافت ہے۔ آپ کے وصال کے بعد کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: نصف شب کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا میرے کام آگئی اور میری بخشش صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم کی بدولت سے ہوئی۔

حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی دور میں فتون سپہ گری میں یکتائے زمانہ تھے، خصوصاً پہلوانی میں بڑے نامی و گرامی تھے، بلکہ شاہی پہلوان تھے۔ ایک بار ایک شخص آیا اور بادشاہ سے کہا کہ میں تمہارے پہلوان سے لڑوں گا۔ بادشاہ نے کہا کہ ہمارا پہلوان بہت زبردست ہے۔ تم دبلے پتلے آدمی بھلا اس سے کیا لڑو گے؟ مگر وہ شخص نہ مانا اور بہت اصرار کیا۔ آخر دنگل ہوا۔ جب حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ خم ٹھوک کر مقابل ہوئے اور دونوں کی پکڑ ہونے لگی تو اس شخص نے چپکے سے اُن کے کان میں کہا کہ میں سید ہوں محتاج ہوں، آئندہ تم کو اختیار ہے۔ حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ لڑتے لڑتے گر پڑے۔ جب تو بڑا شور و غل ہوا۔ بادشاہ نے نہ مانا، دوبارہ کشتی کرائی، پھر پھڑ گئے۔ تیسری بار کشتی ہوئی، پھر چاروں شانہ چت۔ آخر بادشاہ نے اس کو انعام دیا اور حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر پوچھا کہ سچ کہو، یہ کیا بات تھی۔ آپ نے اصل حال بیان کر دیا۔ بادشاہ سن کر بہت متعجب ہوا کہ مجمع عام میں اپنی ذلت اور سید کی عزت گوارہ کی۔ فی الحقیقت یہ بڑی پہلوانی اور بہادری تھی۔ اسی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں: شاباش اے جنید! (رحمۃ اللہ علیہ) تو نے ہماری اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کیا، ہم بھی تیرے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ دوسرے روز بادشاہی ملازمت ترک کی اور فقراء کی جستجو میں پھرنے لگے۔ آخر اپنے ماموں حضرت سری سقطی سے بیعت ہوئے۔ ﴿تذکرہ غوثیہ: ۳۱۳﴾

رئیس التحریر حضرت علامہ محمد ارشد علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو اپنے ادیبانہ اور محبت بھرے انداز میں اس طرح بیان کیا ہے پڑھیے اور ایمان کو تازہ کیجئے۔

انعام شکست: جنید نامی خلیفہ بغداد کا درباری پہلوان تھا۔ مملکت کی ناک کا بال تھا۔ وقت کے بڑے بڑے سورما اس کی طاقت اور فن کا لوہا مانتے تھے۔ ڈیل ڈول اور قد و قامت کے لحاظ سے بھی وہ دیکھنے والوں کے لیے ایک تماشا تھا۔ شخصیت کے رعب و دبدبے کا یہ حال تھا کہ وقت کا بڑے سے بڑا جیوٹ بھی نظر ملانے کی تاب نہیں رکھتا تھا۔ کمال فن کی غیر معمولی شہرت نقطہ انتہا پر پہنچ گئی تھی۔ ساری مملکت میں جنید کا کوئی مقابل و حریف نہیں رہ گیا تھا۔ اب جنید کا مصرف سوا اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ خلیفہ بغداد کی شاہانہ سطوت کا ایک واضح نشان تھا۔ دربار شاہی میں جنید کے لیے اعزاز کی ایک جگہ مخصوص تھی جہاں وہ بن سنور کر کلغی لگائے خلیفہ کی دائیں جانب بیٹھا کرتا تھا۔ دربار لگا ہوا تھا۔ اراکین سلطنت اپنی اپنی کرسیوں پر فروکش تھے۔ جنید بھی اپنے مخصوص لباس میں زینت دربار تھے کہ ایک چوب دار نے آکر اطلاع دی۔

صحن کے دروازے پر ایک لاغر و نیم جان شخص کھڑا ہے۔ صورت و شکل کی پراگندگی اور لباس و پیراہن کی ہلکتگی سے وہ ایک فقیر معلوم ہوتا ہے۔ ضعف و نقاہت سے قدم ڈمگاتے ہیں۔ زمین پر کھڑا رہنا مشکل ہے۔ لیکن اس کی آواز کے تیور اور پریشانی کی شکن سے فاتحانہ کردار کی شان ٹپکتی ہے۔

آج صبح سے وہ برابر اصرار کر رہا ہے کہ میرا چیلنج حیدر تک پہنچا دو۔ میں اس سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ قلعہ کے پاس بان ہر چند اسے سمجھاتے ہیں کی چھوٹا منہ بڑی بات مت کرو۔ جس کی ایک پھونک سے تم اڑ سکتے ہو اس سے کشتی لڑنے کا خواب پاگل پن ہے۔ لیکن وہ بضد ہے کہ اس کا پیغام دربار شاہی تک پہنچا دیا جائے۔

چوب دار کی زبانی یہ عجیب و غریب خبر سن کر اہل دربار کو اس آنے والے اجنبی

فحخص سے دل چسپی پیدا ہو گئی خلیفہ نے حکم دیا: اسے حاضر کیا جائے۔

تھوڑی دیر کے بعد چوہدرار اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے حاضر ہوا۔ اس کے قدم ڈگمگارہے تھے۔ چہرے پر ہوائی اڑ رہی تھی۔ بڑی مشکل سے وہ دربار میں آ کر کھڑا ہوا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ وزیر نے دریافت کیا۔

”جنید سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں!“۔ اجنبی نے جواب دیا۔

کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جنید کا نام سن کر بڑے بڑے زور آوروں کے ماتھے پر پسینہ آ جاتا ہے۔ ساری ریاست میں اب ان کا کوئی مدِ مقابل نہیں رہ گیا ہے۔ ایسی مضحکہ خیز بات کے لئے اصرار مت کرو جو دماغی جنون میں متہم کرنے کے علاوہ تمہارے لئے باعثِ ہلاکت بھی ہو سکتی ہے۔ وزیر نے فہمائش کے انداز میں کہا۔ جنید کی شہرت ہی مجھے یہاں تک کھینچ کر لائی ہے۔ اسی اعتقاد و موہوم کی میں تردید کرنا چاہتا ہوں کہ ساری ریاست میں جنید کا کوئی مدِ مقابل نہیں رہ گیا ہے۔ قد و قامت کا شکوہ اور بازوؤں کا کس بل ہی فتح و شکست کا معیار نہیں ہے۔ فن کی ذہانت بھی اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ اطمینان رکھئے! میرا دماغی توازن اپنی جگہ پر بالکل درست ہے۔ سودوزیاں سمجھانے کے لئے مجھے ناصح کی ضرورت نہیں ہے انجام کا سارا نقشہ مری نظر کے سامنے ہے بغیر متعلق بحثوں میں وقت ضائع کرنے کے بجائے مجھے اثبات و نفی میں جواب دیا جائے“۔ اجنبی فحخص نے فاتحانہ تیور کے ساتھ جواب دیا۔

اجنبی فحخص کی جرأتِ گفتار پر سارا دربار دم بخود ہو کے رہ گیا۔ آپس میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔

یہ خیال بالکل غلط ہے کہ یہ فحخص دماغی جنون میں متہم کیے جانے کے قابل ہے۔ دانشوروں کی طرح اس کا اندازِ گفتگو یقیناً کسی پُر اسرار شخصیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ ظاہری بے مائیگی کے ساتھ کشور کشا بہادروں جیسے کردار کے پیچھے ہونہ ہو کوئی مہارتِ فن کا عجیب و غریب کرشمہ ہے۔“

جنید بھی اجنبی شخص کو حیرت کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ ہزار بحس کے بعد بھی اس کے سراپا میں فنی مہارت کی کوئی علامت نہیں مل رہی تھی۔ سخت حیران تھے کہ آخر کس چیز نے اسے اتنا جری بنا دیا ہے۔ مسئلہ بہت پیچیدہ بن گیا تھا۔ اس لیے خلیفہ المسلمین کے اشارے پر وزیر نے اہل دربار کی رائے دریافت کی۔

”سارا شیب و فراز سمجھانے کے بعد بھی اگر یہ بھند ہے تو اس کا چیلنج منظور کر لیا جائے۔ انجام کا یہ خود ذمہ دار ہے۔ مقابلے میں شکست کھا گیا تو یہ توقع کے عین مطابق ہوگی اور اگر فتح یاب ہو گیا تو ایک پُر اسرار شخصیت کے جوہر کمال سے پہلی بار دُنیا کو روشناس کرانے کا فخر ہمیں حاصل ہوگا۔“

اہل دربار نے نہایت آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا تھوڑی دیر تک بحث و تمحیص کے بعد بالآخر یہ بات طے پا گئی کہ اس کے چیلنج کو قبول کر لیا جائے خلیفہ وقت نے بھی اس قرار داد پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی۔ کشتی کے مقابلے کے لئے دربار شاہی سے تاریخ اور جگہ متعین کر دی گئی۔ محکمہ نشر و اشاعت کے اہل کاروں کو حکم صادر ہوا کہ ساری مملکت میں اس کا اعلان کر دیا جائے۔

اطمینان رکھا جائے۔ میں وقت مقررہ پر دنگل میں حاضر ہو جاؤں گا۔ یہ کہتے ہوئے اجنبی شخص دربار سے رخصت ہو گیا۔

اپنے زمانے میں جنید کا کوئی مد مقابل ... ہیں ... ہے، یہ یقین لوگوں کے دلوں میں اس طرح گہر کر چکا تھا کہ مقابلے کی تیاری کا ذکر جس نے بھی سنا دم بخود رہ گیا۔ ساری مملکت میں ہونے والے دنگل کا تہلکہ مچا ہوا تھا۔ شاہراہوں پر بازاروں میں، ہر جگہ یہی تذکرہ موضوعِ سخن بن گیا تھا۔ ہر شخص اسی اجنبی مسافر کو دیکھنے کے لیے بیتاب تھا۔ اس کے متعلق طرح طرح کی افواہیں لوگوں میں گشت کر رہی تھیں۔ کوئی کہتا تھا۔ ”دیوانوں کے بھیس میں وہ ایک نہایت شاطر آدمی تھا۔ اپنی چرب زبانی سے سب کو بیوقوف بنا گیا، اب وہ ہرگز پلٹ کر نہیں آ سکتا، وہ اپنی ہلاکت کو کبھی ادعوت نہیں

دے گا۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ دربار خلافت کا ایک امیر پاگل آدمی کی جنون انگیز حرکتوں کا شکار ہو گیا۔ عقل کی سلامتی کے ساتھ اس طرح کا اقدام نہ ممکن ہے۔

اکثر لوگوں کی رائے تھی کہ وہ ضرور آئے گا اسے شاطر اور پاگل سمجھنا غلط ہے۔ وہ فنی مہارت میں ایک پراسرار شخصیت کا مالک ہے۔ کسی پاگل کا دماغ اتنی گہرائی میں اتر کر نہیں سوچ سکتا۔ اس کے سراپا کی جن لوگوں نے تصویر کھینچی ہے۔ وہ نہایت پرکشش اور والہانہ ہے، کسی شاطر آدمی کی شخصیت میں اس طرح کی روحانی جاذبیت نہیں ہوا کرتی۔

بہر حال ہوا کچھ ایسی چل گئی تھی کہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ تاریخ جیسے جیسے قریب آتی جا رہی تھی انتظار شوق کی آنچ تیز ہوتی جاتی تھی سب سے زیادہ اچنبھا لوگوں کو اس بات کا تھا کہ مقابلہ پہاڑ اور تنکے کے درمیان تھا۔ برس ہا برس کے بعد جنید کے کسی مقابل سے لوگوں کے کان آشنا ہوئے تھے۔ شور و ہنگامہ سے فضا اتنی بوجھل ہو گئی تھی کہ جنید بھی عالم تحریر میں کھوئے سے رہنے لگے، بڑی تیزی کے ساتھ اندر سے کوئی چیز انہیں بدلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی، دن بہ دن شاہی دربار سے دل کا تعلق ٹوٹتا جا رہا تھا، اپنی کیفیت انہیں خود سمجھ میں آرہی تھی، چہرے کا رنگ اڑا اڑا دیکھ کر دربار کے قریبی حلقوں میں یہ چہ چا عام ہو گیا تھا کہ اس بار کا مقابلہ اتنا پراسرار ہے کہ پہلے ہی سے جنید پر ایک نامعلوم ہیبت طاری ہو گئی ہے۔

اب مقابلے کے تاریخ قریب آ گئی تھی۔ دور دراز ملکوں سے سیاحوں اور تماشاخیوں کے قافلے بغداد میں اترنا شروع ہو گئے تھے۔ مملکت کی آبادیوں سے اونٹوں کی قطاروں کا سلسلہ ٹوٹتا ہوا نظر نہیں آ رہا تھا جدھر نگاہ اٹھتی انسانوں کا انبوہ سیلاب کی طرح اٹھتا ہوا دکھائی پڑتا تھا۔

اب وہ شام آ گئی تھی جس کی صبح تاریخ کا ایک اہم فیصلہ ہونے والا تھا۔ آفتاب ڈوبتے ڈوبتے کئی لاکھ آدمیوں کا ہجوم بغداد میں ہر طرف منڈلا رہا تھا۔ جنید کے لئے آج کی رات بہت پراسرار ہو گئی تھی۔

ساری رات بے چینی میں کروٹ بدلتے گزری۔ اپنے زمانے کا مانا ہوا سورا
 آج نامعلوم طور پر دل کے ہاتھوں ڈوبتا جا رہا تھا۔ جس نے بڑے بڑے زور آوروں
 کا غرور پلک جھپکتے خاک میں ملا دیا تھا آج ایک نحیف و نزار انسان کے مقابلے میں وہ
 بیزار اندیشوں کا شکار ہو گیا تھا۔ دربار شاہانہ کے ناموس کے علاوہ اپنے عالم گیر شہرت کا
 سوال بار بار سامنے آرہا تھا۔ اس اجنبی شخص کے متعلق رہ رہ کر دل میں یہ خلش پیدا ہو
 رہی تھی کہ اس کے فاتحانہ تیور کے پیچھے کوئی نہ کوئی طاقت ضرور ہے۔ دل کے یقین کے
 آگے جس کی ناتوانی کوئی چیز نہیں ہے معنوی کمالات اور نادیدہ قوتوں کا کوئی مخفی جوہر
 ضرور اس کی پشت پناہی میں ہے۔ ورنہ کسی تہی دست و بے مایہ انسان میں یہ جرأت
 کردار کبھی نہیں پیدا ہو سکتی انہی پریشان خیالات کے ادھیڑ بن میں ساری رات گزر گئی
 اور بغداد کی پہاڑیوں پر سحر کا اجالا پھیل گیا۔ صبح ہوتے ہی شہر کے سب سے وسیع میدان
 میں نمایاں جگہوں پر قبضہ کرنے کے لئے تماشائیوں کا ہجوم آہستہ آہستہ جمع ہونے لگا۔
 بغداد کا سب سے وسیع میدان لاکھوں تماشائیوں سے کچا کھج بھر گیا تھا۔
 اکھاڑے سے حاشیے پر چاروں طرف نہایت قرینے سے کرسیاں بچھادی گئی تھیں۔ یہ
 شاہی خاندان، درباری معززین اور مملکت کے عمائدین کی نشست گاہ تھی۔ تمام آنے
 والے اپنی نشستوں پر آکر بیٹھ چکے تھے۔ خلیفہ بغداد کی زرنگار کرسی ابھی تک خالی تھی۔
 تھوڑی دیر کے بعد نقیبوں کی آواز گونجنے لگی۔ شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ بادشاہ کی
 سواری آرہی تھی۔ درباری خدام سروں پر کلغیاں لگائے کمر میں پٹکا باندھے راستہ
 صاف کرنے میں مصروف ہو گئے۔ خدم و حشم کے ساتھ حضرت جنید بھی بادشاہ کے
 ہمراہ تشریف لائے۔ سب آچکے تھے۔ اب اس اجنبی شخص کا انتظار تھا جس نے چیلنج
 دے کر سارے علاقے میں تہلکہ مچا دیا تھا۔

حضرت جنید کے طرف دار فاتحانہ خوشی کے جذبے میں مجمع کو یقین دلارہے تھے
 کہ اس کا انتظار بے سود ہے اب وہ نہیں آئے گا۔ جنید سے نبرد آزما ہونا آسان نہیں

ہے۔ جنید کے تصور ہی سے بڑے بڑوں کا زہرہ پانی ہو جاتا ہے۔ ایک معمولی آدمی کی کیا بساط ہے کہ مقابلے کے لئے سامنے آ سکے بلاشبہ وہ پوری مملکت کو فریب میں مبتلا کر گیا ہے۔ اسے آنا ہوتا تو بہت پہلے اس میدان میں آ جاتا۔

اس کی بات ابھی ختم بھی نہ ہو پائی تھی کہ درباری حلقوں میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ ”میں اعتراف کرتا ہوں کہ حکومت نہایت سادہ لوحی کے ساتھ ایک گہری سازش کا شکار ہو گئی ہے۔ یہ اقدام دانشمندی کے قطعی خلاف ہوا کہ محض ایک گمنام شخص کی بات پر مختلف ملکوں کے کئی لاکھ انسانوں کی بھیڑ جمع کر دی گئی۔ چکمہ دے کر نکل جانے والے اس راہ گیر کو اگر حکومت گرفتار بھی کرنا چاہے تو بغیر نام و نشان کے کیسے گرفتار کرے گی۔

اس میدان میں ان لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ جو غائبانہ طور پر اس اجنبی شخص کے حامی تھے۔ نامعلوم طور پر ان کے دلوں میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ موجودہ صورت حال سے ان کے چہروں پر افسردگی کا نشان واضح ہونے لگا۔ ناامیدی کے عالم میں بڑی ہمت کر کے ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

ابھی وقت مقررہ میں کچھ وقفہ باقی رہ گیا ہے۔ اس لئے اجنبی شخص کے بارے میں کوئی آخری فیصلہ کرنا قبل از وقت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی معقول عذر کی بنا پر تاخیر ہو گئی ہو۔ وقت گزر جانے کے بعد وہ نہیں آیا۔ تو یقیناً اسے قابل مذمت گردانا جائے گا۔

منٹ منٹ پر حضرت جنید کے حامیوں کا جوش مسرت بڑھتا جا رہا تھا اور وہ طرح طرح کی آوازیں کس کر مجمع کے ذہن سے اس اجنبی شخص کا اثر زائل کر رہے تھے۔ لیکن خود حضرت جنید پر ایک سکتے کی کیفیت طاری تھی۔ ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں کھو گئے ہیں۔ لاشعوری طور پر وہ پیش آنے والے کسی حیرت انگیز واقعہ کا انتظار کر رہے تھے۔

مجمع کا اضطراب اب قابو سے باہر ہونے لگا تھا۔ حضرت جنید کے حامیوں کی طرف سے بار بار یہ آواز اٹھ رہی تھی کہ مسند خلافت سے کوئی فیصلہ کن اعلان کر کے مجمع کو منتشر کر دیا جائے۔

وقت مقررہ میں اب چند ہی لمحے باقی رہ گئے تھے کی وزیر اعلان کرنے کھڑا ہوا سارا مجمع گوش پر آواز ہو گیا۔ منہ سے پہلا لفظ ہی نکلا تھا کہ مجمع کے کنارے سے ایک شخص نے آواز دی۔ ذرا ٹھہر جائیے اور دیکھئے سامنے گرداڑ رہی ہے ہو سکتا ہے وہی اجنبی شخص آ رہا ہو۔

اس آواز پر سارا مجمع گردِ راہ کی طرف دیکھنے لگا۔ آنے والے راہ گیر کے ہر قدم پر دلوں کا عالم زیر و زبر ہو رہا تھا۔ کچھ ہی فاصلے پر فضاؤں میں اڑتا ہوا غبار لاکھوں امیدوں کا مرکز نگاہ بن گیا تھا۔ چند ہی لمحے کے بعد جب گردِ صاف ہوئی تو دیکھا گیا کہ ایک نحیف و لاغر انسان پسینے میں شرابور ہانپتے ہانپتے چلا آ رہا ہے۔ مجمع سے قریب ہونے کے بعد آثار و قرائن سے لوگوں نے پہچان لیا کہ یہ وہی اجنبی شخص ہے جس کا انتظار ہو رہا تھا۔

یہ معلوم ہوتے ہی ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ سارا مجمع اس اجنبی شخص کو دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑا۔ بڑی مشکلوں سے ہجوم پر قابو حاصل کر کے اسے میدان تک پہنچایا گیا۔ ظاہر شکل و صورت دیکھ کر لوگوں کو سخت حیرت تھی کہ ضعف و ناتوانی سے زمین پر جس کے قدم سیدھے نہیں پڑتے وہ جنید جیسے کوہ پیکر پہلوان سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ حضرت جنید کے ہم نوا پورے طور پر مطمئن کہ ابھی چند منٹ میں معلوم ہو جائے گا کہ اپنے وقت کی ایک عظیم شخصیت کے ساتھ گستاخانہ جسارت کی سزا کتنی عبرت ناک ہوتی ہے۔

دنگل کا وقت ہو چکا تھا۔ اعلان ہوتے ہی حضرت جنید تیار ہو کر اکھاڑے میں اتر گئے۔ وہ اجنبی شخص بھی کمر کس کر ایک کنارے کھڑا ہو گیا۔ لاکھوں تماشاخیوں کے لئے

بڑا ہی حیرت انگیز منظر تھا یہ، حضرت جنید کے سامنے وہ اجنبی شخص گرو راہ معلوم ہو رہا تھا۔ پھٹی آنکھوں سے سارا مجمع دونوں کی نقل و حرکت دیکھ رہا تھا۔ حضرت جنید نے خم ٹھونک کر زور آزمائی کے لئے پنجہ بڑھایا اس اجنبی شخص نے دبی زبان سے کہا۔ کان قریب لائیے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔“

نہ جانے اس آواز میں کیا سحر تھا کہ سنتے ہی حضرت جنید پر ایک سکتا طاری ہو گیا۔ اچانک پھیلے ہوئے ہاتھ سمٹ گئے۔ کان قریب کرتے ہوئے کہا۔ فرمائیے، اجنبی کی آواز گل گیر ہو گئی۔ بڑی مشکل سے اتنی بات منہ سے نکل سکی۔

جنید میں کوئی پہلوان نہیں ہوں۔ زمانے کا ستایا ہوا ایک آل رسول ﷺ ہوں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ایک چھوٹا سا کتبہ کئی ہفتے سے جنگل میں پڑا ہوا فاقوں سے نیم جان ہے۔ سیدانیوں کے بدن پر کپڑے بھی سلامت نہیں ہیں۔ کہ وہ گہنی جھاڑیوں سے باہر نکل سکیں چھوٹے چھوٹے بچے بھوک کی شدت سے بے حال ہو گئے ہیں۔ ہر روز صبح کو یہ کہ کر شہر آتا ہوں کہ شام تک کوئی انتظام کر کے واپس لوٹوں گا۔ لیکن خاندانی غیرت کسی کے آگے منہ نہیں کھولنے دیتی۔ گرتے پڑتے بڑی مشکل سے آج یہاں تک پہنچا ہوں۔ فاتح خیبر رضی اللہ عنہ کا خون ہاشمی رگوں میں سوکھتا جا رہا ہے۔ چلنے کی سکت باقی نہیں ہے۔ شرم سے بھیک مانگنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھتے۔ میں نے تمہیں صرف اس اُمید پر چیلنج دیا تھا کہ آل رسول ﷺ کی جو عقیدت تمہارے دل میں ہے۔ آج اس کی آبرور کھلو۔ وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدانِ قیامت میں نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بند ہواؤں گا۔

فاطمی چمن کی مرجھائی ہوئی کلیوں کی اُداسی اب دیکھی نہیں جاتی جنید، عالم گیر شہرت و اعزاز کی صرف ایک قربانی سوکھے چہروں کی شادابی کے لیے کافی ہے۔ یقین رکھو آل رسول ﷺ کے خانہ بدوش قافلہ کی حرمت و آسودگی کے لئے تمہاری عزت و ناموس کا ایثار کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ ہمارے خاندان کی یہ ریت تمہیں معلوم ہے

کہ کسی کے احسان کا بدلہ زیادہ دیر تک ہم قرض نہیں رکھتے۔ اجنبی شخص کے یہ چند جملے نشتر کی طرح حضرت جنید کے جگر میں پیوست ہو گئے پلکیں آنسوؤں کے طوفان سے بوجھل ہو گئیں۔ عشق و ایمان کا ساگر موجوں کے تلاطم سے زیر و زبر ہونے لگا۔ آج کونین کا سردی اعزاز سر چڑھ کر جنید کو آواز دے رہا تھا۔ عالم گیر شہرت و ناموس کی پامالی کے لئے دل کی پیش کش میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں ہوئی۔ بڑی مشکل سے حضرت جنید نے جذبات کی طغیانی پر قابو حاصل کرتے ہوئے کیا۔ کشورِ عقیدت کے تاجدار، میری عزت و ناموس کا اس سے بہترین مصرف اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اس تمہارے قدموں کی اڑتی ہوئی خاک پر ثار کردوں۔ چمنستانِ قدس کی پڑ مردہ کلیوں کی شادابی کے لئے اگر میرے جگر کا خون کام آ سکے تو اس کا آخری قطرہ بھی تمہارے نقشے پا میں جذب کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اے خوشا نصیب کہ کل میدانِ محشر میں سرکارِ علیؑ اپنے نواسوں کے زر خرید غلاموں کی قطار میں کھڑے ہونے کی اجازت مجھے مرحمت فرمائیں۔

اتنا کہنے کے بعد حضرت جنید خم ٹھونک کر للکار تے ہوئے آگے بڑھے اور اجنبی شخص سے پنجه ملا کر گتہ گئے۔ سچ کج کشتی لڑنے کے انداز میں تھوڑی دیر پینتر ابدلتے رہے سارا مجہمہ نتیجے کے انتظار میں ساقط و خاموش نظر جمائے دیکھتا رہا۔ چند ہی لمحے کے بعد حضرت جنید نے بجلی تیزی کے ساتھ ایک داؤ چلایا۔ آنکھیں کھلی تو جنید کے حامیوں کے نعرہ ہائے تحسن سے میدان گونج اٹھا۔ ہیبت سے دیکھنے والوں کی پلکیں جھپک گئیں لیکن دوسرے ہی لمحے میں حضرت جنید چاروں شانے چت تھے اور سینے پر سیدہ کا ایک نحیف و ناتواں شہزادہ فتح کا پرچم لہرا رہا تھا۔

حضرت جنید کی فاتحانہ زندگی کا نقشہ دیکھنے والی آنکھیں اس حیرت انگیز نظارے کی تاب نہ لاسکیں۔ ایک لمحے کے لئے سارے مجمع پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ آنکھیں چھٹی کی پھٹی رہ گئیں چہرے کا طلسم ٹوٹنے ہی مجمع نے نحیف و ناتواں سید کو

گود میں اٹھالیا۔ میدان کا فاتح اب سروں سے گزر رہا تھا اور ہر طرف سے انعام و اکرام کی بارش ہو رہی تھی۔ تحسین و آفرین کے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ شام تک فتح کا جلوس سارے شہر میں گشت کرتا رہا۔ رات ہونے سے پہلے پہلے ایک گمنام سید خلعت و انعامات کا بیش بہا ذخیرہ لے کر جنگل میں اپنی پناہ گاہ کی طرف لوٹ چکا تھا۔

حضرت جنید اکھاڑے میں اسی شان سے چت لیٹے ہوئے تھے۔ اب کسی کو کوئی ہمدردی ان کی ذات سے نہیں رہ گئی تھی۔ ہر شخص انہیں پائے حقارت سے ٹھکراتا اور ملامت کرتا ہوا گزر رہا تھا۔ عمر بھر مدح و ستائش کا خراج وصول کرنے والا آج زہر میں بجھے ہوئے طعنوں اور توہین آمیز کلمات سے مسرور و شاد کام ہو رہا تھا۔

ہجوم ختم ہو جانے کے بعد خود ہی اٹھے اور شاہرائے عام سے گزرتے ہوئے اپنے دولت خانے پر تشریف لے گئے۔ آج کی شکست کی ذلتوں کا سروران کی روح پر ایک خماری طرح چھا گیا تھا۔ عمر بھر کی فاتحانہ مسرتیں وہ اپنی ننگی پیٹھ کے نشانات پر بکھیر آئے تھے۔

رات کی زلف سیاہ کمر کے نیچے ڈھل چکی تھی۔ بغداد کا سارا شہر تاروں کی ٹھنڈی چھاؤں میں محو خواب تھا۔ کہیں کہیں سے مشعل بردار پاسبانوں کی آوازیں کانوں میں گونج رہی تھیں۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت جنید جب اپنے بستر پر لیٹے تو بار بار کان میں یہ الفاظ گونج رہے تھے

”وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدان قیامت میں نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بند ہواؤں گا۔“

کیا سچ ایسا ہو سکتا ہے؟ کیا میری قسمت کا ستارہ یک بیک اتنی بلندی پر پہنچ جائے گا کہ سرکارِ مصلیٰ علیہ السلام کے نورانی ہاتھوں کی برکتیں میری پیشانی کو چھولیں۔ اپنی طرف دیکھتا ہوں تو کسی طرح اپنے آپ کو اس اعزاز کے قابل نہیں پاتا۔ لیکن لاڈلوں کی ”ہٹ“ بھی تو کوئی چیز ہے۔ اگر میدان محشر میں شہزادے محل گئے تو رحمت

تمام صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں کر گوارا ہو سکے گا کہ ان کے دل کے نازک آگینے پر کوئی آنچ آجائے۔ سارے زمانے میں آل رسول کی زبان کا بھرم مشہور ہے۔ گردن کٹ سکتی ہے، دی ہوئی زبان نہیں کٹ سکتی۔ گردن آخر کر بلا کے لالہ زار کی سُرخِ زبان ہی کے بھرم سے تو آج تک قائم ہے۔ نبی زادوں کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا۔ قیامت کے دن وہ ضرور اپنے نانا جان تک میری بات پہنچائیں گے۔ اے کاش! آج ہی قیامت آجاتی آج ہی میدانِ حشر کا وہ روح پرور نظارہ نگاہوں کے سامنے ہوتا۔

آہ! اب جب تک زندہ رہوں گا قیامت کے لئے ایک ایک دن گننا پڑے گا۔ حسابِ شمار کی گرفت میں آنے والی ایک طویل مدت کیسے کٹے گی؟ یہ سوچے سوچے حضرت جنید کی پُرِ نعم آنکھوں پر نیند کا ایک حلقہ سا جھونکا آیا۔ اور وہ خاک دانِ کیتی سے بہت دور ایک دوسری دنیا میں پہنچ گئے۔

پہاڑوں، صحراؤں اور آبادیوں کے سارے حجاباتِ نظر کے سامنے سے اُٹھ چکے تھے۔ اب بغداد سے گنبدِ خضرا کا کلس صاف دکھائی دے رہا تھا۔ جب تک آنکھ کھلی رہی نظر کا قافلہ بہاروں کے جلوہ شاداب سے سیراب ہوتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد سنہری جالیوں سے ایک کرن پھوٹی اور مدینے کا آسمان روشنی سے مخمور ہو گیا۔ پھر ایسا معلوم ہوا کہ نور کا ایک سفید بادل مدینے کے اُفق سے بغداد کی طرف بڑھتا آرہا ہے۔ جہاں جہاں سے گزرانور برستا گیا۔ فضا نکھرتی گئی اندھیرا چھٹا گیا۔ سحر پھیلتی گئی۔ قریب آتے آتے اب رحمت و تجلی کا وہ روشن قافلہ بغداد کے آسمان پر جگمگا رہا تھا۔ چند ہی لمحے کے بعد وہ نیچے اُترنا شروع ہوا۔ ایوانوں کے کنگرے جھک گئے۔ پہاڑوں کی چوٹیاں سرنگوں ہو گئیں۔ درختوں کی شاخیں سجدے میں گر پڑیں۔ بغداد کی زمین جھومنے لگی۔ بہاروں نے پھول برسائے۔ صبا نے خوشبو اڑائی۔ سحر نے اُجالا کیا۔ رحمتوں نے فرش بچھائے اور درخشاں کرنوں سے حضرت جنید کے صحن کا چپہ چپہ معمور ہو گیا۔ طلعتِ جمال سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ دل کیف و سرور میں ڈوب

گیا۔ درود یو اور اور شجر و ہجر کو زبان مل گئی اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کے نغموں سے فضا گونج اٹھی۔

عالم بے خودی میں حضرت جنید، سلطان کونین رضی اللہ عنہ کے قدموں سے لپٹ گئے۔ سرکار رضی اللہ عنہ نے رحمتوں کے ہجوم میں مسکراتے ہوئے فرمایا۔

جنید! اٹھو قیامت سے پہلے اپنے نصیب کی سرفرازیوں کا نظارہ کر لو۔ نبی زادوں کے ناموس کے لیے ٹھکست کی ذلتوں کا انعام قیامت تک قرض نہیں رکھا جائے گا۔
سراٹھاؤ! تمہارے لئے فتح و کرامت کی دستار لے کر آیا ہوں۔ آج سے تمہیں عرفان و تقرب کی سب سے اونچی بساط پر فائز کیا گیا۔ تجلیات کی بارش میں اپنی نگلی پیٹھ کا غبار اور چہرے کے گرد کان نشان دھو ڈالو۔ اب تمہارے رُخ تاباں میں خاکدان گیتی ہی کے نہیں عالم قدس کے رہنے والے بھی اپنا منہ دیکھیں گے۔ بارگاہِ یزدانی سے گروہ اولیاء کی سروری کا اعزاز تمہیں مبارک ہو۔

ان کلمات سے سرفراز فرمانے کے بعد سرکارِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت جنید کو سینے سے لگا لیا۔ اس عالمِ کیفبار میں اپنے شہزادوں کے جاٹار پروانے کو کیا عطا فرمایا۔ اس کی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی۔ جاننے والے بس اتنا ہی جان سکے کہ صبح کو جب حضرت جنید کی آنکھ کھلی تو پیشانی کی موجوں میں کرن لہرا رہی تھی۔ آنکھوں سے عشق و عرفان کی شراب کے پیانے جھلک رہے تھے۔ دل کی انجمن تجلیات کا گھوارہ بن چکی تھی لیوں کی جہش پر کارکنانِ قضا و قدر کے پہرے بٹھا دیئے گئے تھے غیب و شہود کی ساری کائنات شفاف آئینے کی طرح تار نظر کی گرفت میں آگئی تھی۔ نفس نکس میں عشق و یقین کی دہکتی ہوئی چنگاری پھوٹ رہی تھی نظر نظر میں دلوں کی تسخیر کا سحر حلال انگڑائی لے رہا تھا۔

کل کی شام جو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا گیا تھا آج صبح کو اس کی راہ گزر میں پلکیں بچھی جا رہی تھیں۔ کل جو ٹھکست کی ذلتوں سے بوجھل ہو کر اکیلا اپنے گھر تک آیا آج اس کے جلو میں کونین کی امیدوں کے کارواں چل رہے تھے۔ ایک ہی رات میں

سارا عالم زیروزبر ہو گیا تھا۔

خواب کی بات بادِ صبا نے گھر گھر پہنچادی تھی، طلوعِ سحر سے پہلے ہی حضرت جنید کے دروازے پر درویشوں کی بھیڑ جمع ہو گئی تھی۔ جونہی باہر تشریف لائے خراجِ عقیدت کے لئے ہزاروں گردنیں جھک گئیں، خلیفہ بغداد نے اپنے سر کا تاج اتار کر قدموں میں ڈال دیا۔ سارا شہر حیرت و پشیمانی کے عالم میں سر جھکائے کھڑا تھا۔ مسکراتے ہوئے ایک بار نظر اٹھائی اور ہیبت سے لرزتے ہوئے دلوں کو سکون بخش دیا۔ پاس ہی کسی گوشے سے آواز آئی گروہِ اولیاء کی سروری کا اعزاز مبارک ہو، منہ پھیر کر دیکھا تو وہی نحیف و نزار آلِ رسول فرطِ خوشی سے مسکرا رہا تھا۔ ساری فضا سید الطائفہ کی مبارک باد سے گونج اٹھی..... رضی اللہ عنہ۔ ❖ زلف و زنجیر: ۷۹ ❖

حضرت یثیم رضی اللہ عنہ کا ایک جن عورت سے مقابلہ

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت یثیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اور میرا ایک ساتھی دونوں کہیں سفر کو نکلے۔ ہم نے ایک عورت کو سرِ راہ کھڑے ہوئے دیکھا۔ اس نے ہم سے سواری کا سوال کیا۔ تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا: تم اسے سوار کر لو۔ اُس نے اپنے پیچھے بٹھالیا۔ اُس عورت نے میرے ساتھی کی طرف اپنا منہ کھولا تو اُس کے منہ سے حمام کے چوہے جیسے انگارے نکل رہے تھے۔ میں نے اُس عورت پر حملہ کر دیا۔ تو وہ کہنے لگی میں نے تمہارا کیا قصور کیا ہے اور چیخنے لگی۔ تو میرے ساتھ نے کہا: تو اس سے کیا چاہتا ہے؟ پھر وہ کچھ گھڑی چلتا رہا، میں پھر اُس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے منہ کھولا ہوا تھا اور اس کے منہ سے حمام کے چوہے کی طرح کے انگارے نکل رہے تھے۔ تو پھر میں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے تین مرتبہ ایسا کیا۔ جب میں نے یہ تماشہ دیکھا، تو اُس کو پکا ارادہ کر کے دیوچ لیا، تو وہ زمین پر جاگری اور کہنے لگی تمہیں خدا قتل کرے، کتنے سخت دل ہو، میری اس حالت کو جس نے بھی دیکھا ہے اُس کا دل پارہ پارہ ہو گیا ہے، لیکن ایک تو ہے مجھ سے ڈرنے کی بجائے مقابلہ پر اتر آیا ہے۔ ❖ تاریخ جنات و شیاطین: ۲۷۳ ❖

خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کا شوق کشتی

حضرت خواجہ شمس الدین سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ صحیح النسب حسینی سید ہیں۔ آپ ۶۷۶ھ/ ۱۲۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا مولد قریہ سوخار ہے جو بخارا کے نواح میں سماس سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کوزہ گری کا مشغل رکھنے کی وجہ سے کلال (یعنی کوزہ گر) ہی مشہور ہو گئے۔ اخیر مرض میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدین کو خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کی متابعت کا حکم دیا اور جمعرات کی صبح ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ/ ۱۳۷۱ء کو وصال فرمایا۔ آپ کا مرقد النور ”سوخار“ میں ہے۔ مشہور ہے کہ آپ کے ایک سو چودہ خلفاء تھے جن میں سے آپ کے بے مثال خلیفہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ تھے۔

آپ کا فرمان عالی شان ہے کہ جان لو جس طرح کپڑے کو پانی پاک کر دیتا ہے اسی طرح زبان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک کر دیتا ہے..... تمہارے جسم کو نماز کا ہمیشہ ادا کرنا پاک کر دیتا ہے..... تمہارے مال کو زکوٰۃ پاک کر دیتی ہے..... تمہاری راہ کو حق داروں کی رضا مندی اور تمہارے دین کو شرک سے بچنا پاک کر دیتا ہے۔

یارو! اخلاص اختیار کرو اور اخلاص کے ساتھ رہو۔ توبہ کرتے رہو کیونکہ توبہ تمام بندگیوں کا سر ہے، توبہ یہ نہیں کہ زبان سے کہو میں توبہ کرتا ہوں بلکہ توبہ تو یہ ہے کہ تم پہلے اپنے گناہوں سے دل میں پشیمان ہو اور نیت کرو کہ آئندہ اس گناہ کی طرف نہ جاؤ گے، ہمیشہ رب العزت سے ڈرتے رہو، گناہوں کی معافی مانگو۔ حق داروں کو راضی کرو اور ایسی گریہ زاری کرو کہ توبہ کا اثر اپنے باطن میں مشاہدہ کرو۔

ابتدائے جوانی میں آپ ﷺ کشتی لڑنے کا شوق رکھتے تھے۔ ایک دن آپ راسمین کلاں میں کشتی لڑ رہے تھے کہ حضرت بابا سماسی ﷺ کا وہاں سے گزر رہا تھا آپ کشتی کا تماشا دیکھنے کے لیے اکھاڑے کے قریب ایک دیوار کے سائے میں کھڑے ہو گئے۔ بعض مریدوں کے دل میں خیال آیا کہ حضرت خواجہ کو ایسے کھیل تماشوں سے کیا واسطہ، آپ کو یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے تھا۔ حضرت بابا سماسی ﷺ نے اپنے کشف باطن سے مریدوں کا تعجب معلوم کر کے فرمایا کہ اس معرکے میں ایک مرد ہے جس کی صحبت سے کالمین زمانہ فیض یاب ہونگے، ہم یہاں اس مرد کے شکار کی غرض سے کھڑے ہیں کہ کاش وہ ہمارے جال میں آن پھنسے۔ اسی اثنا میں حضرت امیر کی نظر خواجہ بابا سماسی ﷺ پر پڑی اور وہ پہلی ہی نظر میں گھائل ہو گئے۔ دوڑتے ہوئے آئے اور خواجہ کے قدموں میں گر گئے اور بے اختیار ہو کر خود کو بابا کے سپرد کر دیا۔ اسی دن حضرت خواجہ نے انہیں اپنی فرزندگی میں قبول کیا اور حضرت خواجہ کے پیچھے ہو لئے۔ قیام گاہ پر پہنچ کر حضرت ان کو خلوت میں لے گئے اور طریقہ تلقین فرمایا اور اپنی فرزندگی میں قبول فرمایا۔ چنانچہ کشتی کو اسی وقت خیر باد کہا۔

❖ تاریخ مشائخ نقشبندیہ: ۲۳۶/۱ از صاحبزادہ عبدالرسول للہی ❖ آگاہی سید امیر کلال: ۲۳/۱ ❖

بیان کرتے ہیں کہ جب سید السادات حضرت امیر کلال ﷺ کی عمر مبارک پندرہ سال کی ہوئی تو آپ کشتی کے اکھاڑے میں زور کرنے میں مصروف رہتے تھے اور نہایت تندہی و انہماک سے اکھاڑے میں زور کرتے تھے کہ جواں مرد کو جو کچھ بھی حاصل ہوتا ہے وہ گمنامی میں حاصل ہوتا ہے۔

ہر کہ راروے در گونامی است طمع عاشقی از و خامی است

رو تو بدنام باش در رہ عشق کین سعادت ہمہ ز بدنامی است

جو شخص نیک نامی اور شہرت میں بڑھ کر ہے اُسی قدر اس سے عاشقی

کی امید رکھنا خام خیالی ہے راہ عشق میں نکل کر بدنام ہو جاؤ کیونکہ اسی بدنامی

سے نیک نامی کی سعادت حاصل ہوتی ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ، اکھاڑے میں کشتی لڑنے میں مصروف تھے۔ وہاں موجود کچھ بد باطن افراد چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ دیکھو یہ سید ہو کر کشتی جیسے گھٹیا کام میں مصروف ہے اور کچھ نے اُن کے اعلیٰ نسب ہونے پر بھی شبہ ظاہر کیا۔ حالانکہ یہ لوگ خود بھی اکھاڑے میں موجود ہی نہ تھے بلکہ وہ اپنے استعمال کے لیے نشہ آور اشیاء تک ساتھ لائے تھے۔ اچانک انہیں نیند نے آلیا خواب میں انہوں نے دیکھا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے اور یہ لوگ دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں، ہر چند ہاتھ پیر مار رہے ہیں مگر دلدل سے نکلنے میں ناکام رہتے ہیں کہ اچانک امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ اُن کے پاس آتے ہیں اور ان کے کان پکڑ کر دلدل سے باہر نکال کر انہیں مصیبت سے نجات دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں زور اس لیے کرتا ہوں تا کہ مجبور و بے کس لوگوں کو خداوندِ عالم کی مہربانی اور عنایت سے انہیں مصیبت سے نجات دلاؤں۔ تم لوگ بدگمانی نہ کرو اور کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔

گر آفتاب ملکی دگر سایہ الہ	دریچ کس بہ چشم حقارت مکن نگاہ
دل را بہ آہ صبح صفادہ کہ گفتہ اند	آئینہ دل است کہ روشن شود بہ آہ
خواہی کہ چشم اہل دلے بر توافقت	افتادہ باش درو عزت چو خاک راہ

”اگر تم ایسی سلطنت کے بادشاہ بھی ہو جس کی حدود میں سورج غروب نہ ہوتا ہو تب بھی خبردار! کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو، اپنے دل کو آہِ سحر کے ذریعہ صاف و پاکیزہ کر کیونکہ دل بھی ایک آئینہ کے مانند ہے جسے آہ و زاری سے آپ و تاب حاصل ہوتی ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تم پر کوئی اہل دل متوجہ ہو تو عزت کی راہ میں دھول کی طرح پڑے رہو“

جب یہ لوگ خواب سے بیدار ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ان کے قریب ہی موجود ہیں۔ یہ لوگ اٹھ کر ان کے پاس حاضر ہوئے تو امیر

کلال رحمہ اللہ نے اُن کے کان پکڑ کر فرمایا میں یہ کام یعنی کشتی کا زور اس لیے کرتا ہوں کہ اگر تمہاری طرح کوئی گناہوں کی دلدل میں پھنس جائے تو قیامت کے دن خداوند عالم کی عنایت سے اسے اس دلدل سے نکال سکوں۔ درویشوں سے تمہیں بدگمان اور بد اعتقاد نہیں ہونا چاہیے اور جن باتوں کا تمہیں علم نہ ہو ان کا انکار مت کرو۔ جب ان لوگوں نے یہ مشاہدہ کیا تو سب نے توبہ کی اور واصل برحق ہوئے۔ آپ غور فرمائیے کہ جس شخص کی یہ حالت کشتی لڑتے وقت ہو تو باقی حالتوں میں اُس کا رتبہ و مقام کیا ہوگا؟

﴿ آگاہی سید امیر کلال: ۲۱: ﴾

بیعت سے پہلے ایک روز حضرت سید امیر کلال اکھاڑے میں کشتی لڑنے میں مصروف تھے۔ حاضرین کی ایک سیاہ باطن جماعت غیبت کرنے لگی کہ ایسے بزرگ زادہ اور سید زادہ کو اس کام میں جو بدعت ہے۔ مشغول نہ ہونا چاہیے۔ اسی وقت اس جماعت پر خواب نے غلبہ کیا۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ قیامت برپا ہے اور وہ کچھڑ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہر چند کوشش کرتے ہیں۔ مگر نکل نہیں سکتے۔ ناگاہ حضرت امیر کلال ان کے پاس پہنچتے ہیں اور ان کو اس کچھڑ سے کھینچ نکال لاتے ہیں۔ جب وہ بیدار ہوئے تو حضرت امیر نے ان کے کان پکڑ کر کہا کہ یارو! ہم اسی روز کے لئے زور آزمائی کرتے ہیں۔ تم درویشوں کے حق میں بد اعتقاد نہ بنو۔ جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو سب نے توبہ کی اور مردانِ راہِ خدا بن گئے۔ جس بزرگ کا یہ حال کشتی لڑنے کے وقت ہو۔ مابعد کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔

﴿ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ: ۱۲۶/۱ از نور بخش توکلی ﴾

حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبند رحمہ اللہ بخارا میں حضرت امیر کلال رحمہ اللہ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کو دیکھا کہ مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے، اکھاڑے میں کشتی ہو رہی ہے، حضرت بھی تشریف فرما ہیں اور کشتی میں شریک ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمہ اللہ عالم جلیل پابند شریعت۔ ان کے قلب نے کچھ پسند نہ

کیا۔ حالانکہ کوئی ناجائز بات نہ تھی۔ خطرہ آتے ہی غنودگی طاری ہو گئی، دیکھا کہ معرکہ حشر برپا ہے۔ ان کے اور جنت کے درمیان ایک دلدل کا دریا حائل ہے۔ یہ اس کے پار جانا چاہتے تھے۔ دریا میں اترے زور کرتے جتنا زور کرتے دھنستے جاتے۔ یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس گئے۔ اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے۔ اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے دریا کے اُس پار کر دیا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ قبل اس کے کہ یہ کچھ عرض کریں حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اگر کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے۔ یہ سن کر فوراً قدموں پر گر پڑے اور بیعت کی۔ ﴿ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت: ۴۰۰﴾

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوترے

شیخ محمد تقی سعیدی قدس سرہ کی شاہ زوری

آپ حضرت قیومِ اول شیخ احمد فاروقی المعروف مجدد و منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوترے اور حضرت سعید عصر، خلیل دہر خازن الرحمة حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۷۷/ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ) کے آٹھویں فرزند ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ میں قوتِ بدنی بدرجہ غایت تھی چنانچہ اُس وقت کا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کی شاہ زوری کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دونوں والا درخت تھا جس کے تنے ہاتھی کے پاؤں سے بھی موٹے تھے۔ آپ نے دونوں تنوں کو پکڑ کر دو ٹکڑے کر دیا۔ اسی طرح آپ کی قوت کے متعلق اور بہت واقعات مشہور ہیں۔ آپ کا اک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں۔



حضرت نوشہ گنج بخش رحمہ اللہ کا شاہی پہلوان سے زور آزمائی کرنا

آپ (شیخ الاسلام حضرت سید حافظ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری رحمہ اللہ) کے والد بزرگوار کا نام حاجی الحرمین حضرت سید علاء الدین حسین الملقب بہ حاجی غازی تھا، آپ نے سات مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے تقریباً ۹۹۰ھ میں وفات پائی اور آپ کا مزار گھوگائوالی تحصیل پھالیہ میں مرجع خلافت ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت بی بی جیونی رحمہ اللہ تھا، آپ کا مزار بھی گھوگاں والی میں گاؤں کے اندرون قبرستان میں ہے۔

آپ کے آبا و اجداد میں سب سے پہلے سید عون قطب شاہ بن سید یعلیٰ قاسم بغداد شریف سے ہندوستان تشریف لائے اور کئی راجپوت اقوام نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

آپ کی پیدائش بروز سوموار یکم رمضان ۹۵۹ھ / ۲۱ اگست ۱۵۵۲ء میں بعد اسلام شاہ ولد شیر شاہ سوری گھوگائوالی میں ہوئی۔

آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ آپ نے مختلف علوم و فنون میں کمال حاصل کیا مثلاً علم قرآن ❖ علم کتب سماویہ ❖ علم حدیث ❖ علم فقہ ❖ علم تصوف ❖ علم توحید ❖ علم دعوت اسماء ❖ علم عملیات ❖ علم اخلاق ❖ علم ادب ❖ علم نجوم ❖ علم عروض ❖ علم موسیقی ❖ علم طب ❖ علم ادویہ ❖ علم فلاحات ❖ علم بزاۃ ❖ فن نیرنجیات ❖ فن تجارت ❖ فن روشنائی سازی ❖ فن کتابت ❖ فن زرنگاری ❖ فن پہلوانی ❖ فن شہسواری ❖ فن حرب ❖ فن شمشیر بازی ❖ فن تیراندازی۔

آپ نے تقریباً ۹۷۹ھ / ۱۵۷۱ء کو بیس (۲۰) برس کی عمر میں ایک پرانے کنوئیں میں بیٹھ کر چالیس روز تک ریاضت و مجاہدہ کیا وہاں سے ہاتھ بھیبی نے آپ کو نوشہ کہہ کر پکارا جس پر ہرجن و انس آپ کو نوشہ کے نام سے بلانے لگا۔ آپ کی شادی کے

موقع پر آپ کی برأت کے حضرت خضر علیہ السلام بھی ہمراہ تھے انھوں نے آپ کو نوشہ کہہ کر پکارا، فرمایا: ”یہ ہے نوشہ“۔

۹۸۸ھ کو آپ نے بھلوال شریف حاضر ہو حضرت نئی شاہ سلیمان قادری رحمہ اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اُس وقت آپ کی عمر مبارک تقریباً اسی سال تھی۔ اور مرشد پاک نے آپ کو خلافت عطا فرمائی اور اپنے مریدوں کو آپ کے سپرد کیا۔ بالآخر مرشد کے حکم سے ساہن پال تحصیل پھالیہ کو تبلیغ اسلام کے لئے مرکز بنایا پھر آپ نے ساری عمر تبلیغ اسلام میں گزاری بے شمار غیر مسلم حلقہء اسلام میں داخل ہوئے۔

آپ کثیر التصانیف بزرگ تھے آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں مثلاً تفسیر سورۃ نازعات ❖ گنج شریف ❖ گنج الاسرار ❖ چہار بہار ❖ معارف تصوف ❖ ذخائر الجواہر فی بصائر لزواہر ❖ لطائف الاشارات ❖ جواہر مکنون ❖ کلمات طیبات ❖ مکتوبات نوشہ ❖ مقالات نوشہ ❖ مواعظ نوشہ پیر۔

آپ نے شاہجہان بادشاہ کے عہد میں ۸ ربیع الاول ۱۰۶۲ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار شریف دریائے چناب کے شمالی کنارہ پر مسکن الاولیاء ساہن پال شریف تحصیل پھالیہ سے نصف میل شمال کی طرف زیارت گاہ و خلائق ہے۔

نوجوانی کے زمانہ میں آپ فنِ کشتی کے بھی ماہر تھے۔ آپ کا جسم طاقتور تھا۔ جب لاہور تشریف لے گئے تو شاہی پہلوان سے پنجہ آزمائی کی۔ جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رُکانہ پہلوان کو پچھاڑا تھا۔ آپ نے بھی اُسی سُنّت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس کو نیچا دکھایا۔

جب آپ لاہور پہنچے تو چالیس یوم حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ کے آستانے پر حاضری دی پھر اجازت لے کر حضرت میاں میر رحمہ اللہ کی خدمت میں تشریف لا کر چند روز قیام کیا اُس کے بعد شہر میں گشت لگایا۔

لاہور میں ایک شاہی پہلوان پائے تخت شیر علی خاں مغلوادہ بیجا پوری مشہور تھا۔ کچھ خیال آگیا۔ اس کے پاس گئے اور اُس سے زور آزمائی کو فرمایا۔ اس نے تکبر سے کہا کہ آپ مجھ سے کشتی کیا کریں گے۔ آئیے پنجہ کر کے دیکھ لیں۔ جونہی آپ نے اس کا پنجہ پکڑ کر زور لگایا اس کی انگلیوں سے خون جاری ہو گیا اور درد سے تنگ آ کر اس نے کشتی اور زور آزمائی سے توبہ کی۔

❖ الاعجاز خطی نسخہ الف: ۱۰۶ ❖ ثواب المناقب قلمی نسخہ: ۶۷ ❖ تذکرہ نوشاہی: ۸۳ ❖

❖ حضرت نوشہ گنج بخش قادری: ۲۳ ❖ تذکرہ نوشہ گنج بخش: ۶۹، ۳۶ ❖

❖ کنز الرحمۃ: ۳۹ ❖ ماہنامہ القادر نوشاہی فروری ۱۹۲۵ء: ۲۰ ❖

نال مریداں مخلص حضرت اکدن سز کرائے ❖ طرف لاہور سیاحت خاطر ادہ حضرت آجاندے
شاہجہان شاہنشاہ عالم آہا تدوں اتھائیں ○ عبدوہاب اک شیخ مقدس آہا اتھہ تدائیں
مسجد وچہ فریدی آہے صاحب ذکر الہی ❖ نوشہ حضرت ملیا جا کے خوب کرامت پائی
رخصت ہو کے کرن ارادہ قبراندے دل جائے ○ کراں زیارت ولیاں سندی فاتحہ جا فرمائیے
عبدوہاب کہے تدیاراں ہے ایہ مرد الہی ❖ عالی شان خدا دا بندہ فیض اس نامتہا
زمیں اوپر اس قدم مبارک ہرگز ناہیں آون ○ استھیں ودہے اللہ وٹوں ایہ خود منزل پاون
فارغ ہوئے زیارتاں کر کے روحانوں وڈیاا ❖ کون کوئی وچہ کہاں کامل پھر حضرت فرمایا
کہن مرید جیویں خود مرضی اسیں مطیع فرماناں ○ حضرت کہیا مرضی ساڈی دیکھاں پہلواناں
سی پہلوان اک شاہ نے رکھیا کشتی جد فرماوے ❖ کشتی والے روز ہمیشہ روزہ طے رکھواوے
روزے نال کریندا کشتی دشمن جلد اٹھاوے ○ سر تھیں کڈھ زمیں دے اوپر نال آرام لکاوے
حضرت گئے سمیت مریداں اُسدے پاس تدائیں ❖ سی بیٹھا پہلوان اتھائیں ویکھن ولی اتھائیں
جدوں نگاہ اس حضرت اوپر پئے جاندی اکواری ○ بہت قوی تن قامت بالا رحمت ربدی طاری
کیا توں کرہیں نال اساڈے کشتی مخلص بتائیں ❖ یا خود زور آزمائی کرہیں جینوں حال بتائیں
نوشہ کہیا کشتی کرہاں خوف نہ سالوں کوئی ○ نال استاد پھڑاں میں پنجہ حجت پوری ہوئی

ہس پیا پہلوان کیا ڈر بے کشتی ہو کرنا ﴿﴾ مہ اپنا کر میرا بچہ قوت کر کے پھڑنا
اپنا زور لگا دیں سارا دیکھاں تیرے تائیں ○ زور کیا گجھ تیرے اندر مینوں زور دکھائیں
حضرت مہ اُہدے نوں پھڑ کے زور ذرہ گجھ لایا ﴿﴾ چور ہو جادو ہڈیاں سنھے اوہ رویا بچھتایا
ہر ناخن تھیں قطرے خونی بیشک ہوئے جاری ○ جان لیا پہلوان کرامت زور ولایت طاری
عاجز ہو کے عذر کناں وچہ پیراں شاہ دے آیا ﴿﴾ ہو شرمندہ پیراں اوپر سر دہر کے فرمایا
میں کھلا میں کھلا حضرت غور کر میں تائیں ○ کر مقبول نظر وچہ شاہا کراں بے ادبی ناہیں
شاہ کہیا مقبول ہو یوں توں ٹولے وچہ فقیراں ﴿﴾ پر توں نہ حکمر ہو دیں اگے خاص امیراں
اک دو بے تھیں ود کے طاقت مند خدا فرمائے ○ دعویٰ خودی تکبر والا ہر گز پیش نہ جائے
کرے خوار تکبر جس دم شیطان ی فرمایا ﴿﴾ لعنت خانے اندر اس نوں اللہ قید کرایا
پس پہلوان کریندا توبہ اپنے استبکاروں ❀ شاہ عنایت وافر کر دے بھی منظور پیاروں

﴿ ❖ كتاب كنز الرحمة : ۳۸، ۳۹ ❖ ﴾

خواجہ محمد قاسم صادق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سکھ پہلوان کا غرور خاک میں ملا دیا

حضور غوثِ زمان حضرت بابا جی خواجہ محمد قاسم صادق رحمۃ اللہ علیہ بانی موہڑہ شریف کے آبا و اجداد ایران سے عہد اورنگ زیب عالمگیر میں ہندوستان آئے۔ آپ کی ولادت غالباً ۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۷ء میں ہوئی، آپ کے والد ماجد بچپن ہی میں داغِ مفارقت دے گئے۔ آپ کی تعلیم کا اہتمام والدہ محترمہ نے کیا۔ ۱۸۶۰ء میں آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد موضع جکیوٹ نزد راولپنڈی میں دینی مدرسہ قائم کیا۔ عبادت ریاضت کے ساتھ مُرشد کی تلاش میں تھے کہ آپ کو خواجہ نظام الدین الکیانی آستانہ عالیہ کہیاں شریف کشمیر میں حاضری کا ارشاد ہوا، چنانچہ آپ کہیاں شریف پہنچ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں منسلک ہو گئے۔ خواجہ حضور نے خلافت و اجازت بیعت سے نواز کر موہڑہ شریف کے دشوار گزار پہاڑی علاقہ میں قیام کا حکم دیا۔ آپ نے ستر سال کا طویل عرصہ خلقِ خدا کی رہنمائی اور عبادت و ریاضت میں گزارا۔ بے شمار راہ

طریقت کے سالک آپ کے ذریعے کمال تک پہنچے۔ تقریباً ایک سو بیس سال کی عمر میں ۱۳/ ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ / نومبر ۱۹۴۳ء بروز جمعہ المبارک واصل بحق ہوئے مرقد انور موہڑہ شریف تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں مرجع خلافت ہے۔

عالم شباب میں نہایت وجیہہ، خوبصورت، متواضع، امین، منکسر المزاج، اخلاق حمیدہ اور اوصاف ستودہ سے متصف تھے۔ اس کے علاوہ آپ ایک زور آور پہلوان بھی تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سکھ اکھاڑے میں اترا اور مسلمانوں کو للکار کر کشتی لڑنے کی دعوت دی۔ جب کوئی بھی مسلمان مقابلے کے لیے نہ آیا تو حضور بابا جی رحمہ اللہ کی اسلامی حمیت نے جوش مارا اور سکھ کے غرور کو خاک میں ملانے کے لیے اکھاڑے میں اتر آئے اور چند لمحوں میں اس مغرور سکھ کو چاروں شانے چت کر دیا اور اپنی راہ لی۔ راستے میں آپ کو ایک خُدارسیدہ بزرگ ملے۔ انہوں نے آپ سے فرمایا کہ مردانِ حق انسان کو نہیں بلکہ اپنے نفسِ امارہ اور شیطان کو پچھاڑا کرتے ہیں۔ جس کے فوراً بعد آپ کے دل میں مرہدِ کامل کی تحریک پیدا ہوئی۔ کچھ دیر تلاش کے بعد آپ کتیاں شریف حاضر ہو کر سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم المرتبت بزرگ امام الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین کیا نوی رحمہ اللہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ مرشد نے حضرت خواجہ محمد قاسم صادق رحمہ اللہ کو اپنی دستار مبارک اور جُتہ عطا فرما کر خلافت سے نوازا اور پہلی ہی ملاقات میں بیعت کی اجازت دے دی۔ آپ نے مری کے قریب کشمیری بازار سے تین میل نیچے دشوار گزار اور خوفناک مقام پر ڈیرہ لگا کر جنگل کو منگل بنا دیا۔ بالآخر یہی جگہ موہڑہ شریف کے نام سے مشہور ہو گئی۔ لوگ جوک در جوک یہاں کی حاضری کو اپنی سعادت سمجھنے لگے۔ فیض پانے لگے۔ یہ سلسلہ تا حال جاری و ساری ہے۔ ﴿ جواہر نقشبندیہ: ۵۸۳ ﴾ شاہ فخر الفقیر موہڑوی: ۳۰ ﴿

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک عقیدت مند پہلوان

قطب جہاں، غوثِ زماں، دستگیرِ بے کساں، رہبرِ کالماں، فیضِ مستطاب، عالی جناب، حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت پیر سید نذر دین عرف حضرت انجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف میں یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۸۵۹ء بروز سوموار پیدا ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان اپنی پہلی جنگِ آزادی کے خونین دور سے جسے انگریز مورخین نے ”غدرِ دہلی“ کا نام دیا ہے، گذر کر مکمل طور پر انگریزوں کے پنجہء استبداد میں آچکا تھا، سلطنتِ مغلیہ ہمیشہ کے لیے دم توڑ چکی تھی اور دینِ اسلام کی ہدایت و علم کے روشن چراغ انقلابِ زمانہ کے ہاتھوں یا تو گل ہو چکے تھے یا قید و بند کی صعوبتوں میں ایامِ حیات گزار رہے تھے یا ترکِ وطن کر کے برصغیر سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو چکے تھے۔

ابتدائی تعلیم آپ نے خانقاہ کے مدرسہ میں حاصل کی، حافظہ کی یہ حالت تھی کہ قرآن مجید کا روزانہ سبق آپ زبانی یاد کر کے یعنی حفظ کر کے سنا دیا کرتے تھے، جب قرآن مجید ختم کیا تو اُس وقت سارا قرآن پاک آپ کو بلا ارادہ حفظ ہو چکا تھا۔ آپ اعلیٰ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی قدس سرہ العزیز کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ جلد ہی خرقہء خلافت سے نوازے گئے۔ پھر آپ نے دینِ اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنے آبائی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کو ہی مرکزِ رشد و ہدایت بنایا۔

آپ ایسے ولی کامل تھے کہ جن کی نگاہِ فیض و کرم نے ہزاروں انسانوں کی تقدیر بدل دی جن کی روحانی توجہ نے لاکھوں بندگانِ خدا کے سوئے ہوئے مقدر جگا دیئے، جن کے دستِ دعا نے بیماروں کو شفا بخشی اور دکھیوں کو سکھ عطا کیا، بے اولادوں کو اولاد اور بے مرادوں کو دامنِ گوہر مراد سے بھر دیا۔ ایسے غوثِ زماں تھے کہ جن کے دریائے ولایت سے تشنگانِ حقیقت و معرفت اپنی اپنی پیاس بجھا کر جاتے اور جن

کے چشمہء رشد و ہدایت سے نسل انسانی کے دلوں کو اجڑی ہوئی کھیتیاں سرسبز ہوئیں۔ ایسے مردِ درویش کہ جنہوں نے گولڑہ شریف کی پہاڑیوں پر رشد و ہدایت کی ایک ایسی شمع جلائی کہ جس کی روشنی سے ہزاروں انسانوں کو کھوئی ہوئی راہ مل گئی اور لاکھوں بندگانِ خدا کے تاریک دلوں میں نورِ عرفان پیدا ہوا، جس کی ضیاء سے دور دور تک کے ضلالت و گمراہی کے اندھیرے چھٹ گئے اور جس کو لو سے سرزمینِ پاک و ہند میں حقیقت و معرفت کی روشنی پھیل گئی۔ آپ نے تمام جھوٹی تحریکوں، جماعتوں کا مردانہ وارڈٹ کر مقابلہ کیا اور کامیابی کے جھنڈے لہرائے مثلاً جب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی انگریزی، بنا سہتی اور جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچا کر لوگوں کو گمراہ و بے دین کر شروع کر دیا تو آپ نے مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو لاکارا۔ لاہور میں ایک تحریری مناظرہ کا انتظام کیا گیا۔ مناظرہ شروع ہونے سے پہلے آپ نے فرمایا مرزا صاحب تم اپنے آپ کو نبی کہتے ہو اور میں نبی کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں، میز پر قلم دوات اور کاغذ تم بھی رکھ دو اور میں بھی رکھ دیتا ہوں جس کا قلم کاغذ پر خود بخود لکھے وہی سچا ہے۔ مرزا یہ سن کر میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ آپ کا قلم کاغذ پر خود بخود لکھ رہا ہے۔ آپ نے تبلیغ و ارشاد کے ساتھ ساتھ بے مثال یادگار تصانیف بھی چھوڑی ہیں۔ مثلاً تحقیق الحق فی کلمۃ الحق ❖ شمس الہدیۃ فی اثبات حیات المسیح ❖ سیفِ چشتیائی ❖ اعلام کلمۃ اللہ فی بیان ما اُھل یہ بغیر اللہ ❖ الفتوحات الصمدیہ ❖ تصفیہ مابین سنی و شیعہ ❖ فتاویٰ مہریہ ❖ وغیرہ۔ بالآخر آپ اس فانی دُنیا کو چھوڑ کر یومِ سہ شنبہ ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو بارگاہِ رب العزت اور رفیقِ اعلیٰ کی طرف سفر فرمایا۔

”سیفِ چشتیائی“ اور ”ملفوظاتِ طیبات“ میں درج ہے کہ سات برس کی عمر میں آپ کو خواب میں شیطان سے قوت آزمائی ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ خواب میں شیطان نے مجھے کہا کہ آؤ میرے ساتھ کشتی لڑو۔ جب میں اُسے گرانے کے قریب

ہوتا تو دل میں خوشی پیدا ہوتی کہ میں غالب آرہا ہوں، مگر اچانک رخ بدل جاتا اور جب وہ مجھے گرا لینے کے قریب ہوتا تو تائیدِ الٰہی سے میری زبان پر لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ جاری ہو جاتا اور وہ مغلوب ہونے لگتا۔ تین چار مرتبہ اسی طرح ہوا اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی مدد سے میں اُسے گرانے میں کامیاب ہو گیا۔ ﴿مہرِ نیر: ۶۵﴾

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ ذہنی اور روحانی قوتوں کے ساتھ ساتھ جسمانی قوتوں سے بھی نوازا تھا۔ گو آپ کا بیشتر وقت تحصیلِ علم اور عبادتِ الٰہی میں بسر ہوتا تھا اور شاید گھوڑے کی سواری کے علاوہ عمر بھر کسی دوسری ورزش کا اہتمام نہ ہو سکا، لیکن آپ کی صحت اور اعصاب باقاعدہ ورزش کرنے والوں سے کسی طرح کم نہ تھے۔ حتیٰ کہ ساٹھ برس کی عمر تک آپ کے بازوؤں پر چنگی نہیں لی جاسکتی تھی۔

جناب بابو جی مدظلہ فرماتے ہیں کہ ایک عقیدت مند پہلوان نے کشتی میں فتح و کامیابی کے لئے دُعا کی استدعا کی تو فرمایا ذرا پاؤں تو دابو، دیکھیں تم میں کتنا زور ہے۔ اُس نے گھوڑی دیر تک پوری قوت سے آپ کے پاؤں دابے، اور پھر اُس کا پسینہ پھوٹ نکلا، مگر آپ خاموش بیٹھے رہے۔ آخر مُسکرا کر فرمانے لگے: بس اسی بل بوتے پر پہلوانی کرتے ہو۔ حالانکہ وہ بہت مضبوط جسم اور طاقتور انسان تھا۔

﴿مہرِ نیر: ۷۸﴾ ❖

خواجہ سید غلام رسول شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور شوقِ کشتی

حضرت خواجہ سید غلام رسول شاہ بخاری قدس سرہ العزیز کے والد کا نام نامی اسم گرامی سید احمد شاہ تھا۔ آپ ۲۵ صفر المظفر ۱۲۵۶ھ مطابق ۷ مئی ۱۸۴۰ء بروز سوموار کو پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور بچپن ہی میں

قرآن پاک حفظ کر لیا۔ آپ خواجہ خواجگان سلطان طریقت شمس العارفین خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خصوصی خلفاء میں سے ہیں۔ مرشد پاک کی خدمت میں تقریباً چار سال رہ کر سلوک و تصوف کی اعلیٰ منازل طے کر کے بلند مقام حاصل کیا۔ پیر و مرشد نے خرقہ خلافت عطا فرمانے کے ساتھ آپ کو سنگ مرمر کی سفید تختی مصلیٰ عصا اور ایک تسبیح عنایت فرمائی۔ پیر و مرشد کی اجازت سے اپنے ہی علاقے شکریلہ شریف کو تبلیغ اسلام کا مرکز بنایا۔ آپ ہر روز ۵۰۰۰ ہزار بار درود شریف اور ہزار رکعات نماز نفل پڑھا کرتے تھے قرآن باقاعدگی سے پڑھتے تقریباً پندرہ سیپارے روزانہ پڑھتے تھے۔ ۷۰ سال کی عمر شریف پا کر ۱۳ رجب ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۱۰ء بروز بدھ اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ شکریلہ شریف نزد سرائے عالمگیر میں آپ کا مزار شریف مرجع خلافت عام ہے۔ ۱۵ چیترا کو آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے۔

آپ جوانی میں کشتی اور کبڈی کے پہلوان تھے جہاں کہیں کبڈی و کشتی وغیرہ کا اکھاڑا جاتا آپ اُس میں حصہ لیتے اور اپنی طاقت کا لوہا منواتے آپ کی شہ زوری کا چہ چادر دور تک پھیلا ہوا تھا۔

آپ اپنے ہر مد مقابل پر فتح یابی کی غرض سے برائے دُعا سیال شریف حاضر ہوئے اُس روز سیال شریف میں حضرت پیر پٹھان خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ) کا عرس مبارک تھا مخلوق کا انبوه کثیر جمع تھا اور دریائے جہلم کی دوسری جانب سے لنگر کا آٹا بذریعہ کشتی لایا جا رہا تھا کہ اوپر سے سیلاب آ گیا درویش و خدام دریا کی طرف عازم سفر ہوئے آپ بھی ان میں شامل ہو گئے بڑی مشکل سے کشتی کنارے لگی دو آدمی ایک بوری اٹھاتے اور محفوظ مقام پر پہنچا دیتے۔ حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر جلالپوری نے یہ دیکھا تو آپ کو فرط انبساط سے گلے لگا لیا

بایں سبب آپ درویشوں میں مقبول ہو گئے۔

حضور خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ مجلس میں جب تشریف لائے تو خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ وہ کون بہادر ہیں جنہوں نے دریا سے لنگر کا آٹا بچا نکالا ہے۔ پیر غلام رسول شاہ اور دوسرے چند نوجوان کھڑے ہوئے آپ نے باری باری سب کو دُعا دی۔ آپ کو خواجہ غلام حیدر شاہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی طور پر حاضر خدمت کیا تو خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔

عرض کیا! حضور میرا نام رسول شاہ ہے جہلم کے قریبی علاقہ شکریلہ سے آیا ہوں۔ پہلوانی کا شوق ہے اور ایسے تعویذ کا متمنی ہوں کہ جس کی برکت سے ہر حریف پہ فتح پاسکوں۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ ماری اور ارشاد فرمایا! شاہ صاحب آپ رسول شاہ کی بجائے غلام رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بنیے۔ اور فرمایا! شاہ صاحب دُنیا میں انسان کا سب سے بڑا مد مقابل اُس کا اپنا نفس ہے۔ جو نفس پہ غلبہ پالے وہی حقیقت میں پہلوان ہے، آپ انسانوں سے کشتی نہ لڑیں بلکہ اپنے نفس سے لڑیے۔ خواجہ شمس العارفین کی گفتگو نے آپ کی طبیعت پہ ایسا اثر کیا کہ فوراً بیعت کے لئے عرض کیا اور پھر اُسی وقت سعادتِ بیعت سے مشرف ہو گئے۔

سعادتِ بیعت کے بعد آپ ایک عرصہ عبادتِ الہی میں مسلسل مشغول رہے مجاہدات کیے اور تزکیہ نفس کے لئے سرگرم عمل رہے اور بہت جلد مقصد میں کامیابی پائی، چار چوکوٹ سنائی دی کہ شکریلہ میں کوئی مرد خدا رہتا ہے اور وہ شکریلہ جہاں آپ آباد تھے شکریلہ سے شکریلہ شریف کہلانے لگا باطنی فیضان کا گویا دریا جاری ہو گیا تشنہ کا مانِ طریقت حاضر ہونے لگے اور ساقی کوثر کا نوازہ پیالے بھر بھر کے مئے وحدت تقسیم کرنے لگا۔

طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مئے پیالوں سے نہیں آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

❖ کشتیاب ❖ 58 ❖ از ریاست علی مجددی ❖
 شکریلہ شریف چند دنوں میں مرکز مہر و وفا اور مرجع خلافت بن گیا۔ دور دراز سے
 خلقت آنے لگی اور دل کی مرادیں پانے لگی۔

❖ حیات قلندر: ۲۹ ❖ بُستانِ صوفیاء: ۶۸ ❖

سائیں علم الدین قادری رحمہ اللہ نے ایک پہلوان کو چت کر دیا

حضرت سائیں علم الدین قادری رحمہ اللہ (م ۱۹۶۸ء / گوجرہ) کو کھیل کود کا دیکھنے
 کی حد تک بہت شوق تھا۔ لیکن انڈیا میں ایک مرتبہ علی محمد گجر پہلوان نے آپ کے
 خاندان والوں کو کشتی کا چیلنج دیا کافی لوگ جمع تھے اور وہ پہلوان کپڑے اتار کر میدان
 میں کود پڑا مقابلے کے لیے سائیں علم الدین رحمہ اللہ کے ساتھیوں نے اس پہلوان سے
 کہا کہ آج تم ہمارے اس نوجوان سے مقابلہ کرو۔ انہوں نے زبردستی سائیں علم
 الدین کو اس پہلوان کے مقابلے کے لئے اُتارا۔ آپ نے فوراً ہی اسے چت کر لیا۔
 گوجرہ میں بھی چھوٹے بچوں کو اپنے گھریا گلی میں کشتی کرواتے تھے۔ جو جیت جاتا
 اسے فوراً ٹانی کے لیے پیسے نکال دیتے۔ اس کے جانے کے بعد ہارنے والے بچے کی
 ہمت افزائی کے لیے اسے بھی چپکے سے اپنی جیب سے ٹانی کھانے کے لیے پیسے نکال
 کر دے دیتے وہ بھی خوشی سے دوڑ کر دوکان پر پہنچ جاتا۔

سندھ میں ایک مرتبہ گوٹھ نور الدین والوں نے گوٹھ سردار محمد یعنی آپ کی گوٹھ
 والوں سے کبڈی کا میچ رکھا لیا۔ آپ کی گوٹھ چھوٹی تھی۔ اس لیے ٹیم بھی ہلکی یعنی کمزور
 تیار ہوئی مقابلہ شروع ہوا۔ آپ بھی بڑے شوق سے یہ میچ دیکھ رہے تھے۔ پہلے تو آپ
 کے گاؤں والوں کی ٹیم ہارنے لگی۔ پھر آپ نے مٹی پر کچھ پڑھ کر میدان میں پھینکی تو
 فوراً ہی صورت حال الٹ ہو گئی، بالآخر آپ کے گاؤں والی ٹیم جیت گئی۔ سب حیران
 رہ گئے۔ ❖ قرب الہی: ۲۲۸ ❖



برداشت کرنا بھی پہلوانی ہے

ایک صاحب دل نے ایک زور آور پہلوان نوں ڈاڈھا غصے تے قہر وچہ دیکھیا
اوہدے مونہوں جھک وگ رہی سی۔ صاحب دل نے پچھیا اہدی حالت کیوں انج ایس
لوکاں آکھیا جی فلا نے شخص اوہنوں گال کڈمی اے تاں پیاوٹ کھاندائے صاحب دل
فرمایا چھوڑا ہزار من پتھر چالید اے تے اک کئی جی کل نوں سہن دی طاقت نہیں
رکھدا۔

مرد پئے دا چھڈ دیہہ دعویٰ تیں وچہ زور نہ جانی
مرد نہیں نفسانیاں تو تے ہیں کوئی نری زنانی
منہ کسے دا کرتوں مٹھا جے پیندا ہتھ بھائی
مٹکا کسے دے جڑیاں ایہ کیمڑی جنیائی
جے کوئی شخص ہاتھی دا متھا چیر ترور وگاوے
پر جے مردی نہیں اُس اندر ناہیں مرد کہاوے
خاکی آدمی بنیاں خاکوں جھک جائے شام صبا حیں
جیکر خاک وانگوں نہیں عاجز خاکی آدمی تاہیں
❖ پنجابی گلستاں: ۷۰۷ ماز دائم اقبال دائم ❖

گاماں پہلوان کی پشت پر تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک

ایک طاقتور پہلوان افغانستان سے گاماں پہلوان کی شہرت سن کر لاہور آیا۔ اس
نے گاماں پہلوان کو چیلنج کیا کہ میں آپ سے گشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ افغانستان اور سرحد
کی جانب سے جو لوگ لاہور آتے ہیں خواہ وہ کسی مقصد کے لئے آتے ہیں پہلے
حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ اور خاوند ایشان رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ اس
افغانی پہلوان نے حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور سر شام بیگم

پورہ میں حضرت خاوند محمد ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر چلا گیا۔ افغانستان کے کسی صاحب نظر بزرگ نے اسے کہا تھا کہ اگر تم رات وہاں سوئے تو وہ تم کو ضرور ملیں گے۔ اگر جاگ کر ذکر الہی میں مشغول رہو گے تو حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ تم سے ضرور ملیں گے۔ تم گڑ گڑا کر عرض کرنا کہ آپ میری پشت پر ہاتھ رکھ دیں اگر انہوں نے تمہاری پشت پر ہاتھ رکھ دیا، تو فتح تمہاری ہوگی۔ اس نے رات ذکر الہی میں گزاری تو آدمی رات کے بعد حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور پہلوان کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آئے۔ پہلوان قدموں میں گر گیا۔ اور آبدیدہ ہو کر کہا کہ آپ اگر میری پشت پر ہاتھ رکھ دیں گے تو مجھے ضرور فتح نصیب ہوگی آپ نے فرمایا میں تمہاری پشت پر ہاتھ نہیں رکھ سکتا۔ پہلوان نے پھر رو کر یہی کہا آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ بہتر ہے تم واپس چلے جاؤ۔ اس نے تیسری مرتبہ کہا کہ آخر آپ میری پشت پر ہاتھ کیوں نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری پشت پر اس لئے ہاتھ نہیں رکھ سکتا کہ گاماں پہلوان کی پشت پر تاجدارِ مدینہ، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ہے، واپس چلے جاؤ اور وہ واپس چلا گیا۔ کشتی گیری عبادت ہے۔ اگر کوئی پہلوان اسے عبادت کا درجہ دیتا ہے، میدان میں برکت ہوتی ہے۔ گاماں درویش پہلوان تھا۔ وہ بارہ سال جتنی سستی رہا۔ یعنی عورت کے نزدیک نہیں گیا اس نے کشتی جب لڑی تو با وضو ہو کر لڑی اور کشتی کے فن کو عبادت کا درجہ دیتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ساری عمر اس کی پشت نہیں لگنے دی اور دوسرے گاماں پہلوان کی پشت پر حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھا بڑھاپے میں مالی حالت انتہائی کمزور ہو گئی۔ زیادہ تر بھائی دروازے کے باہر چوک میں اپنے شاگرد شفیع مشین من کے پاس بیٹھتے تھے۔ ایک دن انتہائی گھبرائی ہوئی حالت میں تیزی سے گاماں پہلوان آیا چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں، پسینے چھوٹ رہے تھے۔ شفیع پہلوان بھی گھبرا گیا اور کہا پہلوان کیا بات ہے۔ پہلوان نے کہا اوئے شفیع! میری جیب کٹ گئی ہے۔ شفیع سمجھا یقیناً رقم زیادہ ہوگی اس لئے پہلوان پریشان ہے۔ شفیع نے کہا: پہلوان رقم

کتنی تھی۔ گاماں پہلوان نے کہا: شفیق رونا تو یہی ہے۔ میری جیب میں صرف پانچ روپے تھے سب ہنسنے لگے تو پہلوان نے کہا پریشانی تو یہی ہے کہ جیب کترا کیا کہے گا کہ اتنا بڑا پہلوان اور جیب میں صرف پانچ روپے۔ زندگی کے آخری دنوں میں کمزور ہو گئے تھے اور میوہ پستانل میں داخل تھے۔ ڈیلی پاکستان ٹائمز کے کارٹونسٹ محمود بٹ کے آپ سے گہرے مراسم تھے۔ محمود بٹ تن ساز تھا اور دنیا کے بہت سے ممالک میں تن سازی کے مقابلوں میں حصہ لے چکا تھا۔ کئی گولڈ میڈل اور سلور میڈل حاصل کئے، مسٹر پاکستان بھی رہا، وہ روزانہ گاماں پہلوان کی عیادت کو جاتا، وہ کہتا ہے کہ ایک دن میں گیا تو پہلوان نے مجھے دیکھ کر غصے سے منہ دوسری طرف پھیر لیا اور کہا کہ ”محمود اس حالت میں میرے سامنے نہ آیا کر“ میں ناپاک جسم کے ساتھ چلا گیا تھا، میں واپس گیا نہا کر پھر آیا تو پہلوان نے کہا بیٹا پاکیزگی ہر میدان میں کامیابی کی ضامن ہوتی ہے۔

❖ بلاد الاولیاء: ۲۹۳ ❖

پہلوان سائیں امام دین ملتانیہ کو بابا بلھے شاہ رحمہ اللہ کی روحانی امداد

سائیں امام دین ملتانیہ علاقہ قصور کا نامی گرامی پہلوان تھا۔ حنفیہ ہائی سکول قصور میں اس نے اپنا ایک مستقل اکھاڑہ بنا رکھا تھا۔ جہاں یہ خود بھی اور اپنے کئی ایک شاگردوں کو فن پہلوانی سکھاتا اور جوڑ (پریکٹس) رات گئے تک کرتے رہتے، کیونکہ سائیں امام دین کا کشتی کا مقابلہ ایک زبردست سکھ پہلوان سے ہونے والا تھا۔ اس لیے رات کے بارہ ایک بجے تک جوڑ کرتے رہتے۔ ایک رات اکھاڑہ سے فارغ ہو کر جامع مسجد معہمانوالی بیرون گیٹ معہمانوالہ قصور میں آئے۔ مسجد حذا کے اُس وقت کے امام میاں شیخ حافظ عباس علی صاحب رحمہ اللہ تھے، جو کہ بڑے خدارسیدہ، بزرگ اور ولی کامل تھے۔ یہ بھی رات گئے تک مہمانوں کی خدمت گزاری میں لگے رہتے اور پھر اپنے ذکر و اذکار میں مصروف ہو جاتے۔ پہلوان سائیں امام دین ملتانیہ کا ان کے

پاس آنا جانا ہی نہ تھا بلکہ ان سے گہرے مراسم اور مہنی برخلوص بھی دوستی اور پیار تھا۔ یہ دونوں مسجد میں موجود تھے کہ اچانک رات آڑھائی بجے کے قریب حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری قدس سرہ تھا تشریف لے آئے چونکہ میاں حافظ عباس علی صاحب رحمہ اللہ حضرت شرقپوری رحمہ اللہ کے خاص مرید تھے اور ہم راز بھی تھے دونوں نے اٹھ کر استقبال کیا، بغل گیر ہوئے دست بوسی کی، خیر و عافیت دریافت کی، تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ نے بیٹھنے سے پہلے فرما دیا، کھانا پینا کچھ نہیں بلکہ آؤ عباس علی! حضرت بلھے شاہ رحمہ اللہ کو مل آئیں۔ اسی وقت یہ تینوں حضرات دربار عالیہ حضرت بابا بلھے شاہ رحمہ اللہ پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ قبر انور شق ہوئی حضرت بابا بلھے شاہ قدس سرہ مزار سے باہر جلوہ گر ہوئے۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ سے بغل گیر ہوئے، مصافحہ کیا، آمنے سامنے کافی دیر راز دارانہ گفتگو جاری رہی، اختتام مجلس پر حضرت بابا بلھے شاہ رحمہ اللہ نے میاں صاحب رحمہ اللہ سے فرمایا یہ دونوں بھی آپ کے ساتھ آئے ہیں، ان سے دریافت کریں انہیں کیا چاہیے؟۔ اس وقت سائیں امام دین نے فوراً عرض کی حضور بابا! میرا کشتی کا مقابلہ ایک زبردست سکھ پہلوان سے ہے، پس چاہتا ہوں کہ اس مقابلہ میں جیت جاؤں، چونکہ ایک کافر سے مقابلہ ہے۔ حضرت بابا جی رحمہ اللہ نے مسکرا کر فرمایا: ”جاوے امام دین! توں جیت گیا ایں“۔ اس کے بعد حضرت بابا جی رحمہ اللہ اپنی مرقد انور میں مصروف ہو گئے اور یہ تینوں حضرات واپس آ گئے۔ راستہ میں جاتے حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ”امام دین! کچھ ہو روی منگ لیدوں، منگیا تے کی منگیا“۔ سائیں پہلوان نے کہا حضور مجھ پر مقابلہ ہی سوار تھا، اس لیے یہی منہ سے نکلا۔ چنانچہ اس مقابلہ میں سائیں امام دین ملتانہ کو زبردست کامیابی ہوئی اور پورے علاقہ میں یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت بابا بلھے شاہ رحمہ اللہ کی نگاہ کرم سے اسے شہرت اور کامیابی ہوئی۔

● سوانح حیات بلھے شاہ رحمہ اللہ: ۹۸ راز علامہ منکورا احمد نوری ●

شیر اہل سنت علامہ عنایت اللہ قادری رحمہ اللہ کا ایک جن کی مرمت کرنا

مناظر اہلسنت حضرت علامہ محمد عنایت اللہ قادری حامدی رضوی رحمہ اللہ ۱۹۱۹ء بمطابق ۱۳۳۸ھ شیخوپورہ کے موضع ہردو بریار میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی قدر کا نام چوہدری نواب دین تھا جن کا آبائی پیشہ زمیندارہ تھا۔ آپ نے دینی تعلیم مولانا احمد دین، سکھیکی منڈی □ مناظر اہلسنت و جماعت قاضی عبدالسبحان کھلائی علی رحمہ اللہ علی پور شریف □ مولانا خدا بخش صاحب رحمہ اللہ کوٹ مٹھن شریف □ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رحمہ اللہ فیصل آباد جیسے جید علمائے اہلسنت سے حاصل کی □ آپ کو حجتہ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ بریلی شریف میں دوران تعلیم آپ کو والدہ محترمہ کی وفات کی خبر ملی جسے سن کر آپ آبدیدہ ہو گئے۔ آپ کی پریشانی دیکھ کر محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رحمہ اللہ نے آپ کو اسباق جاری رکھنے کی تلقین کی اور ساتھ ہی یہ تسلی دی کہ اسباق کا ضیاع ساری زندگی تیرے ساتھ نا کامیوں کو وابستہ کر دے گا جبکہ بعد میں والدہ مرحومہ کی قبر مبارک کی زیارت کر کے اپنے دل کو آرام پہنچا لینا۔ حضرت شیر اہل سنت نے ان کی اس بات کو اپنے پلے باندھ لیا اور اسباق کے تسلسل کو جاری رکھا۔ مقررہ چھٹی پر اپنی والدہ مرحومہ کی قبر کی زیارت کر کے اپنے لیے حج کا ثواب محفوظ کر لیا۔ تعلیم حاصل کر کے پہلے آپ امرتسر پھر حزب الاحناف تشریف لے آئے۔ کچھ عرصہ لاہور قیام کے بعد آپ سانگلہ ہل تشریف لے آئے جہاں آپ نے جامعہ نقشبندیہ رضویہ کا قیام رکھا، آپ کو مطالعہ کتب سے انتہا درجے کا عشق تھا اس ضمن میں آپ کے خادم صوفی جلال دین صاحب کی زبانی ایک واقعہ سنئے ”آپ اکثر رات کو جب تقریر سے فراغت کے بعد گھر تشریف لاتے تو مجھے فرماتے کہ اگر کہیں سے ہو سکے تو مجھے بکری کا دودھ لا دو۔ آپ اس دودھ سے اپنی آنکھوں کو

دھوڑا لے لے اور فرماتے کہ اس سے نیند دور ہو جاتی ہے اور مطالعہ بھی خوب ہو جاتا ہے۔
جون ۱۹۷۹ء میں پیر عبدالقادر جیلانی کی دعوت پر انگلینڈ تشریف لے جا کر تبلیغ
دین کی خدمات سرانجام دیں۔ دین حق کی سر بلندی کی خاطر ۱۹۵۹ء کو آپ کو مخالفین کی
سازشوں سے قید و بند صعوبتیں بھی جھیلنا پڑیں۔ شیخوپورہ میانوالی اور ملتان کی جیلوں
میں ظلم و ستم کی بوچھاڑ کے باوجود آپ کے پایہ استقلال میں رتی بھر فرق نہ آیا۔
بالآخر ۱۷ ماہ بعد آپ کو باعزت طور پر بری کر دیا۔ حضرت شیر اہل سنت نے دورانِ
تبلیغ بڑی محنت و مشقت سے زندگی کے دن گزارے مسلسل محنت کے باعث آپ کافی
کمزور ہو گئے تھے اسی دوران آپ کو جگر کی تکلیف شروع ہو گئی جو آپ کی وفات پر ملال
کا سبب بنی مختصر ۲۲ اپریل ۱۹۸۱ء کو ۶۲ سال تک علم و عرفان کا یہ سورج اپنی پوری
تابانیوں کے ساتھ چمکنے کے بعد غروب ہو گیا۔

نذیر احمد جنجوعہ صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ
حضرت شیر اہل سنت، مناظر اہل سنت، حضرت علامہ محمد عنایت اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ
سانگلہ ہل (م ۱۹۸۱ء) ایک جگہ جلسہ سے خطاب کے بعد نوافل ادا کرنے میں
مصروف ہو گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا، آپ نے نوافل ادا کیے۔ پھر تہجد کی نماز
پڑھی، پھر ذکر اذکار اور وظائف میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں فجر کی اذان ہوئی، فجر
کی نماز کے بعد میں نے آپ کی کتابوں والا صندوق اٹھایا اور ساتھ چل پڑا۔ جب ہم
اسٹیشن پر پہنچے تو ٹرین آنے میں ابھی وقت باقی تھا۔ ٹرین وقت پر پہنچنے سے لیٹ ہو گئی
تو حضرت شیر اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جیرو (آپ مجھے پیار سے کبھی جیرو، کبھی جیرا
بلا تے تھے) دیکھو! اسٹیشن والی مسجد میں کتنا گرد و غبار ہے۔ گاڑی آنے تک ہم مسجد کی
صفائی ہی کر دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جاؤ! کنوئیں سے پانی لاؤ تا کہ کچی مٹی پر پانی
چھڑک دیں، گرد و غبار بیٹھ جائے۔ پھر جھاڑو دے دیتے ہیں۔ نذیر احمد صاحب بیان

کرتے ہیں کہ میں نے پانی کھینچنے کے لیے ”بوکا“ (پانی کھینچنے کے لیے ڈول نما چیز ہوتی ہے) نیچے کیا تو ایک بھیا نک شکل، بڑے بڑے بالوں والا ریچھ نما جن باہر نکل آیا، اُس نے مجھے زور سے تھپڑ مارا۔ میں خوف زدہ ہو کر حضرت شیر اہل سنت رحمہ اللہ کے پاس آ گیا اور سارا واقعہ سنایا۔

آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: تو پریشان نہ ہو، ابھی دیکھ لیتے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ کنوئیں پر گئے، آپ رحمہ اللہ نے جن کو فرمایا کہ ہم مسجد کی صفائی کرنے لگے ہیں۔ ہمیں پانی لینے دو، ہمارے کام میں رکاوٹ نہ بنو، وہ نہ مانا اور اکڑ دکھانے لگا۔ آپ رحمہ اللہ نے دوسری مرتبہ بھی اسی طرح فرمایا: وہ تکبر اور غرور کرتا رہا۔ تیسری بار جب وہ نہیں مانا تو پھر آپ نے اسے پکڑ لیا اور خوب چھترول کی۔ مٹکے، لاتیں اور گھونسے لگائے۔ پٹائی کے بعد وہ جن معافی مانگنے لگا۔ آپ رحمہ اللہ نے معاف کر دیا اور فرمایا: کبھی دوبارہ ادھر مت آنا۔ اس کے بعد آپ رحمہ اللہ نے نذیر احمد جسے آپ پیار سے جیرا کہتے تھے، سے کہا کہ پانی لاؤ اور جلدی جلدی کام مکمل کر لیں۔ جن کی پٹائی اور کشتی میں خاصہ وقت خرچ ہو چکا تھا۔ ٹرین بھی ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔ مسجد کی صفائی کے بعد آپ رحمہ اللہ نے بھی کنوئیں کے پانی سے غسل کیا، اتنے میں ٹرین اسٹیشن پر پہنچ گئی، آپ رحمہ اللہ نے سامان وغیرہ ٹرین میں رکھا اور واپس پہنچ گئے۔

راستے میں نذیر احمد کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آئندہ میں نے آپ رحمہ اللہ کے ساتھ دوبارہ نہیں آنا۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ غوث اعظم رحمہ اللہ کے غلاموں کو یہ جن وغیرہ کچھ نہیں کہہ سکتے، ہم نے اُسے شکست فاش دی ہے اور بھگانے میں کامیابی حاصل کی ہے، لہذا پریشان نہ ہو۔

نذیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت شیر اہل سنت رحمہ اللہ کے بعد آج تک ایسا بندہ مجھے نہیں ملا، آپ رحمہ اللہ انتہائی شفیق محبت کرنے والے اور پرہیزگار انسان تھے۔ سفر میں ساتھ جانے والے کو خوب موعج کرواتے تھے اور اعلیٰ سے اعلیٰ چیزوں سے

نوازتے تھے۔ کھانے وغیرہ بھی کھلانے میں بے مثال تھے۔ اللہ کریم ﷺ اُن کی قبر النور پر بے پناہ رحمتیں نازل فرمائے اور آپ ﷺ کی خیر و برکت سے ہمیں بھی نوازے..... آمین بجاوالنبی الکریم ﷺ ﴿ حضرت شیر الہست: ۱۸: ﴾

شیخ اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید کی مدد فرمائی

شیخ الاسلام و المسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک سے ایک عظیم ہستی ولی کامل حضرت شیخ اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ قصبہ شہر فرید، بہاولپور (م ۱۹۰۷ء) کی حیات مبارکہ میں کہیں سے ایک قومی الجشہ پہلوان شہر فرید میں آگیا۔ اسے اپنے فن کشتی اور زور بازو پر بہت گھمنڈ تھا اور اس نے اپنے پاؤں میں تین چار فٹ لمبی زنجیر ڈال رکھی تھی جو اس علاقہ کی روایات میں اس بات کا کھلا چیلنج تھی کہ جس شخص میں پہلوان سے کشتی لڑنے کی ہمت ہو وہ زنجیر پر اپنا پاؤں رکھ دے اور مقابلہ کے لئے سامنے آئے۔

مسمی بہار قوم داد پوترہ نام کا ایک شخص حضرت شیخ اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت! تین چار روز سے ایک پہلوان شہر فرید میں آیا ہوا ہے اور پاؤں میں زنجیر ڈالے اکثر اکثر بازاروں میں پھر رہا ہے۔ یہ پہلوان واپس جا کر کیا کہے گا کہ شہر فرید کے علاقہ میں کسی شخص میں مجھ سے کشتی لڑنے کی ہمت نہ تھی اور کسی نے میرے پاؤں کی زنجیر پر اپنا پاؤں رکھنے کی جرأت نہ کی۔ اس بات سے پورے علاقہ کی بدنامی ہوتی ہے۔ میں تو آج اس پہلوان کی زنجیر پر پاؤں رکھ کر مقابلہ کا اعلان کرتا ہوں۔

حضرت شیخ نے فرمایا! کوئی کسی زعم میں مبتلا ہے تو رہنے دو اور تم خواہ مخواہ ٹانگ نہ اڑاؤ۔ چہیتا مرید بعند ہو گیا اور کہنے لگا! آپ میری پیٹھ پر ازراہ کرم تھکی دیں میں ان شاء اللہ کل اس پہلوان سے ضرور کشتی لڑوں گا۔ حضرت شیخ مسکرائے اور بہار خاں

داد پوترہ کی پیٹھ پر دست مبارک سے چھکی دی۔ راسخ العقیدہ مرید اللہ تعالیٰ، محمد علی علیہ السلام چار یار علیہ السلام حاجی محمد علیہ السلام، خواجہ محمد علیہ السلام، قطب محمد علیہ السلام، فرید محمد علیہ السلام، کانعرہ لگاتا ہوا اٹھا اور پہلوان کو تلاش کر کے اس کے پاؤں کی کشتی ہوئی زنجیر پر اپنا پاؤں رکھ کر اگلے دن کے لئے کشتی کے مقابلہ کا اعلان کر دیا۔

”لڑا دے مولے کو شہباز سے“

قصبہ میں منادی ہو گئی رات بھر ڈیروں میں عظیم الجثہ، قد آور پہلوان اور لاغر بدن، پست قامت بہار داد پوترہ کی کشتی پر تبصرے ہوتے رہے۔ شہر سے باہر کشتی ایک کھلے میدان میں ہوئی۔ ہزاروں کا مجمع تھا۔ حضرت شیخ اللہ دتہ علیہ السلام بذات خود تشریف فرما اُس مقام پر موجود تھے۔ مرید نے پہلوان کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے۔ ہزاروں لوگوں نے دیکھا حضرت شیخ نے اپنے شانہ کی چادر کو مروڑا دیا اور دیو پیکر پہلوان چاروں شانہ چت زمین پر آگرا۔ میاں بہار داد پوترہ اس کے سینہ پر سوار تھا۔ پورا مجمع تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو

یہ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی استیوں میں!

﴿تاج العارفین: ۱۳۸/ پیر محمد اجمل چشتی فاروقی / مرکب تعلیمات فریدیہ فرید منزل چشتیاں شریف بہاولنگر﴾

سکھ پہلوان کے مقابلے میں مسلمان پہلوان کی فتح

رئیس العلماء... تاج الفقہاء... عالم بے بدل... حضرت مولانا مولوی غلام قادر صاحب علیہ السلام قادری چشتی بھیروی ثم لاہوری (م ۱۳۲۶ھ) کے خادم میاں محمد اکرم صاحب جو آپ کے خدام میں سے نہایت صادق الاعتقاد اور مخلص خادم تھے۔ بھدق زبان بیان کیا کہ میں شروع شروع میں فن پہلوانی کا شائق تھا۔ ان دنوں میرے ایک شاگرد پہلوان کو امرتسر میں ایک گرانڈیل شہ زور سکھ پہلوان سے کشتی لڑنے جانا تھا۔

اس کا مقابل کیونکہ اس کی نسبت بہت طاقتور اور تجربہ کار تھا اس لیے بادی النظر میں میرے شاگرد کی شکست یقینی تھی۔ امرتسر جانے سے پہلے میں اپنے شاگرد کو آپ کی خدمت میں دعا کے لیے لے آیا۔ آپ نے میرے حال پر کمال شفقت فرما کر ذرہ نوازی فرمائی اُسے اپنے پاس بلا کر تھکی دی اور اُس کی چھاتی پر انگلی سے کچھ تحریر فرما کر ارشاد فرمایا۔

امرتسر کے پل پر رو بقبلہ کھڑے ہو کر یہ کہنا:

اے امرتسر کے قطب! لاہور کے قطب نے مجھے آپ کے سپرد کیا ہے

میری امداد فرمائیں

دوسرے دن کشتی تھی کیونکہ اس میں مسلمان پہلوان کا غیر مسلم سے مقابلہ تھا اس لیے مسلم اور غیر مسلم بے شمار لوگ دنگل دیکھنے کے لیے میدان میں پہنچے۔ جب دونوں پہلوان تیار ہو کر اور خم ٹھونک کر میدان میں نکلے تو میرے نحیف الجبہ اور کمزور سے شاگرد کو دیکھ کر مسلمان سہم گئے۔ انہیں اس بے جوڑ مقابلے میں میرے شاگرد کی شکست یقینی نظر آنے لگی، اس لیے وہ بد دل ہو گئے۔

لیکن خدا کے فضل و کرم سے میرا شاگرد ایک قطب وقت سے تھکی لگوا کر آیا تھا اور اس علاقے کے قطب بھی اس کی اعانت پر تھے اس لیے جب اس نے اکھاڑے میں اتر کر یا علی کا نعرہ لگایا تو اس کے مقابل پر اس قدر خوف و ہراس چھا گیا کہ اُس نے جاتے ہی اُسے آسانی کے ساتھ چت گرایا اور اُس کی چھاتی پر چڑھ کر نعرہ بکبیر بلند کرنے لگا۔

مسلمان، سکھ اور ہندو دنگل کے اس عجیب و غریب نتیجے پر ششدر و حیران رہ گئے لیکن کشتی ایسی صاف ہوئی تھی کہ کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ اس لیے منصفانہ کشتی نے میرے شاگرد کی فتح کا اعلان کر دیا۔ مسلمان نعرہ بکبیر بلند کرتے ہوئے شاداں و فرحاں میدان سے واپس لوٹے۔ ﴿قطب لاہور: ۹۷﴾

عابد اور شیطان کا مقابلہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ ایک عابد کو جو کہ عرصہ دراز سے عبادت الہی میں مشغول تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک قوم ہے۔ جو ایک درخت کی پرستش کرتی ہے۔ عابد سن کر غضب میں آیا اور اس درخت کو کاٹنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اس کو شیطان ایک شیخ کی صورت میں ملا اور پوچھا کہ کہاں جاتا ہے۔ عابد نے کہا میں اس درخت کے کاٹنے کو جاتا ہوں جس کی لوگ پرستش کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگا تو فقیر آدمی ہے۔ تمہیں ایسی کیا ضرورت پیش آگئی کہ تم نے اپنی عبادت اور ذکر کو چھوڑا اور اس کام میں لگ پڑا عابد بولا! یہ بھی میری عبادت ہے۔ شیطان نے کہا میں تجھے ہرگز درخت نہ کاٹنے دوں گا۔ اس پر دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی عابد نے شیطان کو نیچے ڈال دیا اور سینہ پر بیٹھ گیا۔ شیطان نے کہا مجھے چھوڑ دے۔ میں تیرے ساتھ ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ہٹ گیا۔ تو شیطان نے کہا! اللہ تعالیٰ نے تم پر اس درخت کا کاٹنا فرض نہیں کیا اور تو خود اس کی پوجا نہیں کرتا پھر تجھے کیا ضرورت ہے۔ کہ اس میں دخل دیتا ہے۔ کیا تو نبی ہے، یا تجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ اس درخت کو کاٹنا منظور ہے۔ تو اپنے کسی نبی کو حکم بھیج کر کٹوا دے گا۔ عابد نے کہا میں ضرور کاٹوں گا۔ پھر ان دونوں میں جنگ شروع ہو گئی عابد اس پر غالب آ گیا۔ اس کو گرا کر اس کے سینے پر بیٹھ گیا، شیطان عاجز آ گیا۔ اس نے ایک اور تدبیر سوچی اور کہا کہ میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں، جو میرے اور تیرے درمیان فیصلہ کرنے والی ہو، اور وہ تیرے لیے بہت بہتر اور نافع ہے۔ عابد نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے چھوڑ دے تو میں تجھے بتاؤں اس نے چھوڑ دیا تو شیطان نے کہا تو ایک فقیر آدمی ہے۔ تیرے پاس کوئی شے نہیں، لوگ تیرے نان نفقہ کا خیال رکھتے ہیں کیا تو نہیں چاہتا کہ تیرے پاس مال ہو اور اس سے اپنے خویش واقارب کی خبر رکھے اور خود بھی لوگوں سے بے پرواہ ہو کر زندگی بسر کرے۔ اس نے کہا یہ بات تو دل چاہتا ہے۔ تو شیطان نے کہا کہ اس درخت کے کاٹنے کے ارادے سے باز آ جائیں ہر روز ہر رات کو تیرے سر کے پاس دو دینار رکھ دیا

کروں گا۔ سویرے اٹھ کے لے لیا کر اپنے اہل و عیال و دیگر اقارب و ہمسایہ پر خرچ کیا کر۔ تیرے لیے یہ کام بہت مفید اور مسلمانوں کے لیے بہت نافع ہوگا۔ اگر یہ درخت تو کاٹے گا اس کی جگہ اور درخت لگالیں گے۔ تو اس میں کیا فائدہ ہوگا۔ عابد نے تھوڑا فکر کیا اور کہا کہ شیخ نے سچ کہا۔ میں کوئی نئی نہیں ہوں کہ اس کا قطع مجھ پر لازم ہو اور مجھے حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس کے کاٹنے کا امر فرمایا ہے کہ میں نہ کاٹنے سے گنہگار ہوں گا اور جس بات کا اس شیخ نے ذکر کیا ہے۔ وہ بے شک مفید ہے۔ یہ سوچ کر عابد نے منظور کر لیا۔ اور پورا عہد کر کے واپس آ گیا۔ رات کو سویا صبح اٹھا تو دودینا اپنے سر ہانے پا کر بہت خوش ہوا اسی طرح دوسرے دن بھی دودینا مل گئے۔ پھر تیسرے دن کچھ نہ ملا تو عابد کو غصہ آیا اور پھر درخت کاٹنے کے ارادے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر شیطان اسی صورت میں سامنے آ گیا اور کہنے لگا اب کہاں کا ارادہ ہے۔ عابد نے کہا کہ درخت کو کاٹوں گا۔ اس نے کہا کہ میں ہرگز نہیں جانے دوں گا اسی تکرار میں ہر دونوں کی کشتی ہوئی۔ شیطان نے عابد کو گرا لیا اور سینہ پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اگر اس ارادے سے باز آ جائے تو بہتر ورنہ تجھے ذبح کر ڈالوں گا۔ عابد نے معلوم کیا کہ مجھے اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ کہنے لگا کہ اس کی وجہ بتاؤ کہ کل تو میں نے تم کو پچھاڑ لیا تھا آج تو غالب آ گیا ہے کیا وجہ ہے؟ شیطان بولا کہ کل تو خالص خدا کے لیے درخت کاٹنے لگا تھا تیری نیت میں اخلاص تھا۔ لیکن آج دودینا روں کے نہ ملنے کا غصہ ہے۔ آج تیرا ارادہ محض خدا کے لیے نہیں اس لیے میں آج تجھ پر غالب آ گیا۔

﴿احیاء العلوم: تلخیص ابلیس: ۴۱﴾

سبق:- شیطان کے لیے زیادہ تکلیف دہ چیز خلوص ہے، شیطان مخلص بندوں پر غلبہ نہیں پاسکتا خدا تعالیٰ نے پہلے ہی اس کی تصریح فرمادی ہے۔ کہ **الاعبادك منهم المخلصین** معلوم ہوا کہ بند شیطان سے اخلاص کے سوانح نہیں سکتا۔ اخلاص ہو تو شیطان کا کوئی بس نہیں اسی واسطے شیطان خلوص کو لوٹنا چاہتا ہے۔ وہ بندے کے دل میں طرح طرح کے دنیوی فائدوں کے لالچ پیدا کرتا ہے۔ تاکہ بندہ لالچ میں آ کر خلوص کی دولت لٹا بیٹھے، خلوص لٹ جائے تو پھر کوئی نیک کام، نیک کام نہیں رہتا بلکہ ایسا مخلص

شیطان کے بس میں آجاتا ہے۔ نماز جو بڑا نیک کام ہے اس کے لیے حکم ہے فصل لربك نماز خاص اپنے خدا کے لیے پڑھو اور اگر یہی نماز دکھاوے کے لیے پڑھی جائے تو ہم یرآؤن کے مصداق وہ جہنم کی کلید بن جاتی ہے۔ پس مسلمانوں کو شیطان کے اس داؤ بیچ سے بچنا چاہیے اور ہر نیک کام خدا کی رضا کے لیے کرنا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی برے کام سے روکنا صرف نبیوں کا ہی کام نہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے غلام پر بھی لازم ہے کہ وہ حتی الامکان برے کاموں سے روکے اور اس قسم کا خیال کہ ”ہمیں کیا کوئی برا کام کرتا ہے تو اس کی گور گردن پر“ شیطان پیدا کرتا ہے۔ تاکہ کوئی برے کاموں سے نہ روکے اور شیطان کا کام ہوتا رہے۔ ﴿شیطان کی حکایات: ۱۰۳ تا ۱۰۷﴾

کشتی کا مقابلہ اور بادشاہ کا قبول اسلام

مولانا قاری غلام احمد سیالوی مدظلہ ”مفتی دارالافتاء آستانہ عالیہ سیال شریف رقمطراز ہیں کہ: ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ کو شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ ترکوں کو اسلام سے مشرف فرمانے والی ہستی جناب شیخ الطریقۃ والشریعت حضور غریب نواز بادا فرید الملت والدین گنج شکر رحمہ اللہ ہی کی ذات گرامی ہیں۔ آپ کے خلیفہ جناب جمال الدین صاحب رحمہ اللہ ایک مرتبہ اس علاقہ میں تشریف لے گئے جنگل میں نماز صبح ادا فرمائی۔ ہلاکو خان کالڑکا (ولی عہد) شکار کھیلتا ہوا وہاں سے گزرا۔ آپ کی قرأت سن کر کھڑا ہو گیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے لگا آپ کا قرآن پاک پڑھنا میں نے سنا ہے اور یقین کیا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ لیکن آج میں اسلام نہیں لاتا میرا والد ہلاکو خان جب فوت ہو جائے گا تو اس وقت آپ تشریف لانا میں اسلام قبول کر لوں گا۔ چنانچہ ہلاکو خان کی وفات کے بعد جب وہی لڑکا تخت نشین ہوا تو جناب جمال الدین رحمہ اللہ کا وصال ہو چکا تھا۔ انہوں نے اپنے خلیفہ کو وصیت فرمائی کہ ہلاکو خان کے لڑکے نے وعدہ کیا ہوا ہے تم میری طرف

سے جا کر وعدہ یاد دلانا اور دعوت اسلام دینا۔ جب خلیفہ تشریف لائے اور وعدہ یاد دلایا نیز جنگل کا واقعہ بتایا تو کہنے لگا ٹھیک ہے آپ وہی خلیفہ صاحب ہیں۔

فرمایا: ان کا وصال ہو گیا ہے ان کی وصیت کے مطابق میں آیا ہوں۔ جب بادشاہ اسلام لانے کو تیار ہو گیا تو نصیر الدین طوسی نے کہا اس طرح نہیں ہوگا بلکہ ایک شرط ہے وہ یہ کہ سکہ پگھلا کر ان کے منہ میں ڈالا جائے۔ اگر پی جائیں تو آپ اسلام قبول کر لیں ورنہ نہیں۔ انہوں نے فرمایا: اے بادشاہ تیرے وعدے میں یہ شرط نہیں ہے لیکن طوسی بڑا چالاک اور شاطر تھا کہنے لگا یہ تو ضرور ہوگا چنانچہ جلدی جلدی اس نے سکہ پگھلا کر خلیفہ کے منہ میں ڈالا تو آپ شربت کی طرح پی گئے۔ اب بادشاہ تیار تھا کہ طوسی نے دوبارہ چالاکی ظاہر کی، کہنے لگا اب تو چند آدمی آپ کے پاس ہیں۔ بادشاہ کا اس وقت اسلام قبول کرنا (ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنا) معمولی بات نہیں۔ اس لئے مجمع عام ہونا چاہیے تاکہ دوسرے بھی دیکھ کر اتباع کریں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک دن مقرر کر کے میدان وسیع میں تمام لوگ جمع ہو جائیں، وہاں خلیفہ صاحب ہمارے مشہور پہلوان سے کشتی کریں گے۔ اگر اس کو بھی گرا لیا تو پھر بادشاہ کو عام اختیار ہوگا۔ اگرچہ اس شرط سے بھی طوسی کا ناپاک ارادہ تھا کہ پہلے تو کرامت کی بنیاد پر سکہ پگھلایا ہوا پی گئے ہیں۔ اب پہلوان کے ہاتھوں تو یقیناً ختم ہو جائیں گے لیکن جب عام لوگوں کے سامنے کشتی کی صورت میں ایک طرف موٹا تازہ تجربہ کار طاقتور پہلوان اور دوسری طرف دبلے سے فقیر کی ہلکی پھلکی تصویر سامنے تھی۔ فقیر نے پہلوان کو ایک بازو سے پکڑ کر زمین سے اونچا اٹھالیا اور سر کے بل دے مارا۔ پہلوان نے آپ کی طاقت بیان کی کہ مجھے تو کوئی آفت معلوم ہوتی تھی جس نے مجھے سنبھلنے بھی نہ دیا بلکہ میرے تمام اعضاء سلب ہو گئے۔ اس وقت بادشاہ نے اسلام قبول کیا اور خلیفہ کو لکھا کہ آج سے میں بھی مذہب اسلام اور حقانیت میں تمہارا شریک

رستم تے سہراب پہلوان دی داستان

ملک ایران (فارس) داناں دنیا دے نقشے اتے تہذیب، تمدن، ثقافت، علم ادب، سہن، سپہ گری تے پہلوانی پاروں چمکدا آرہیا اے جویں مندری وچ نگینہ ڈلاں ماردا اک روشن تارا۔ ایران دی دھرتی نے بڑیاں وڈیاں شاہیاں دے نقارے سنے۔ دبدبے تے جاہ جلال دے سمے ڈٹھے، ایران دا شہدورگا مٹھاپانی، معطر ہواواں۔ ہر گھر دے اگے سیب تے اناراں دے باغیچے بنیوں آؤن والیاں نوں کھج لیندے سن۔ اتھے تورانیاں تے ایرانیاں دے جھنڈے جھلندے رہے۔ ایران دی صنعت کاری، قالیناں، رومالاں تے دوجیاں نقاشیاں نے دنیا وچ لوہیا منوایا۔

ایتھوں دے پہلے دراتے دوجے دارادیاں شاہیاں دے حالات تاریخ دے ورقیاں وچوں پڑھن نوں ملدے نیں۔ نوشیرواں داعل، زرتشت داعلم تے حضرت سعدی رحمہ اللہ دیاں تصنیفاں ”گلستان سعدی“ تے ”بوستان سعدی“ علم ادب دے پڑوچ اک سرمایہ نیں۔ ایس خطے نے سکندر اعظم یونانی (ریاست مقدونیہ) دیاں یلغاراں ڈٹھیاں۔ اسلام دیاں شیدائیاں دیاں جنگاں دیکھیاں۔ اتھے دین اسلام دی تبلیغ کرن والے بزرگاں نے ریاضت، زہد تے عبادت کر کے روحانیت وچ اچا مقام پایا۔ ایس ملک دی مادری زبان فارسی نے سرکاری زبان بن کے ایران دے متھے دے نکلے داروپ دھاری رکھیا۔

ایران دے پہلواناں دیاں افسانوی داستاناں ہن تاں سنن والیاں نوں اک کیف تے سرور مہیا کر دیاں آرہیاں نیں۔

رستم پہلوان ایران دا اک مشہور افسانوی ہیرو ہو گزریا اے۔ ایہدے

تے وال سکار ہی سی۔ جھرو کے وچوں رستم نوں نکلیا۔ تاں اپنا دل دے بیٹھی رستم نوں
 وی تہینہ دے حسن نے موہ لیا۔ تہینہ دی رضا مندی نال رستم افراسیاب دے محل وچ
 پروہنا بن کے رہیا۔ افراسیاب نے اپنی دمی تہینہ دا نکاح رستم نال کردتا تے گھوڑاوی
 پر تادتا۔ رستم نے کجھ دن محل وچ گزارے۔ اک روز تہینہ تے رستم پھلاں دے باغیچے
 وچ بیٹھے سن کہ رستم دا ایلچی آیا تے رستم دی سوانی داسنہا دتا۔ نالے دسیا کہ دشمن دیاں
 فوجاں سیستان دیاں حداں اُتے اکٹھیاں ہو رہیاں نیں۔ رستم نے تہینہ نوں دسیا کہ
 اوہ اج دی رات اوہدے کول گزار کے پھلکے سیستان نوں پرت جاوے گا۔ تہینہ نے
 ہس کے دسیا کہ اوہ اُمید نال اے۔ رستم نے آکھیا۔ میں سیستان جا کے رنگی ڈولی کھل
 کے تینوں اپنے کول بلا لواں گا۔ تہینہ نے آکھیا۔ میں اپنے پیکے گھر وچ رہ کے تیری
 کیمہ دی نشانی نوں چم چم کے اکھاں نال لاواں گی تے اپنا دل پرچاواں گی۔

رستم نے اپنے ڈولے نالوں ڈھولنا کھول کے تہینہ نوں دتا۔ تے اک رومال لک
 نالوں کھول کے پھڑایا۔ پکی کیتی جے تیرے گھر پتر جے تاں اوہدا ناں سہراب رکھیں۔
 اوہدی پرورش کریں۔ میرا ڈھولنا اوہدے ڈولے نال بندھ دئیں۔ میری نشانی رومال
 دے کے اوہنوں سیستان ول کھل دئیں۔ جے دمی جے تاں اپنے کول رکھ کے پرورش
 کریں۔ تہینہ نال ایہہ قول قرار کر کے رستم سیستان ول پرت آیا۔ ایہنے آکے فوج دی
 سپہ گری سنبھالی تے تورانی بادشاہ افراسیاب دیاں فوجاں نوں کئی وار ہرایا تے آخر کیانی
 خاندان دے بانی کیقباد نوں ایران دے تخت اُتے بٹھا دتا۔ جدوں دیو سپید نے
 کیکاؤس نوں شکست دتی۔ تاں رستم اوہدی مدد لئی نکلیا۔ راہ وچ اوہنے ست مہماں سر
 کیتپاں۔ جیمہ دیاں ہفت خوانی رستم دے نال مشہور نیں۔ اپنے مشہور گھوڑے
 رخش اتے سوار ہو کے طلسماتی گرز نال اوہنے ارژنگ دیوتے دیو سپید نوں قتل کردتا
 تے کیکاؤس نوں جتایا۔ ایہناں مہماں وچ رتھیا رہن پاروں اوہ تہینہ نوں رنگی ڈولی
 وچ پا کے سیستان وچ نہ بلا سکيا۔

تہمینہ دے گھراک چن ورگا پتر چھیا۔ تہمینہ نے رستم دے وعدے مطابق اوہدا
ناں سہراب رکھیا۔ پر پتر دی پیدائش لکا کے رکھی۔ اپنی دے ہتھ اک رقعہ رستم ول گھلیا
تے دسیا کہ اوہدے گھر دمی جی اے۔ رستم نے وعدے دے مطابق دمی نوں تہمینہ کول
رہن دتا۔ کئی سال بیتے۔

سہراب اپنے پیور رستم وانگوں بڑا دلیر تے شاہ زور نکلیا۔ بھورے وچ چلدا رہیا۔
تہمینہ نے قابل استاد رکھ کے سہراب نوں سپہ گری تے پہلوانی دے کر سکھائے۔
سہراب جوانی چڑھیا۔ ماں رستم دا ڈھولنا سہراب دے ڈولے نال بنھ کے اوہنوں دسیا
کہ اوہ اک نامور پہلوان تے سیستان دے حاکم رستم دا پتر اے۔ سہراب نوں اپنے
پیونوں ملن دا بڑا شوق سی۔ پر رستم تاں مفت خوانی دیاں ست مہماں وچ کھبیا رہیا۔
ایس لئی سہراب اپنے پیو دا درشن نہ کر سکيا۔ تہمینہ نے رستم دار و مال وی سہراب دے سپرد
کردتا تے دسیا کہ ایہہ تیرے پیو دیاں نشانیاں نیں۔

افراسیاب نے اک وار فیر اپنی بچی کھچی فوج نوں جمع کیتا تے کیانی بادشاہ نال
کئی جنگاں لڑیاں پر ہرواری ہار اوہدے مقدر راں وچ رہی۔ چھیکولی وار افراسیاب
نے توران دے آل دوالے دے حاکماں نوں اپنے نال ملا کے اک بڑی وڈی جنگ
دی تیاری کیتی۔ ایران تے توران دیاں فوجاں آمنے سامنے آئیاں۔ رستم دے شاگرد
ہر روز میدان وچ نکلدے رہے پر ہار جیت دا فیصلہ نہ ہویا۔ آخر کیانی بادشاہ نے رستم
نوں خود لڑن دی سفارش کیتی۔ ادھر افراسیاب نے اپنے دو ہترے سہراب نوں فوجاں
دی کمان سپرد کیتی۔ خونی جنگ دا مڈھ بجھ گیا۔ دوہاں پاسیوں پہلوان نکلدے رہے
تے ڈھیر ہندے رہے۔ آخر اوہ ویلا آ گیا کہ رستم ہتھیاراں نال سج کے میدان وچ
آ گیا۔ افراسیاب ولوں سہراب میدان وچ نکلیا۔ دو پہاڑاں دی ٹکری۔ سہراب دی
ٹھاٹھاں مار دی جوانی تک کے رستم نے اوہدا نسب نامہ پچھیا پر سہراب نوں اوہدی ماں
تہمینہ نے نسب نامہ نہ دین دی پکی کیتی سی۔ بڈھے پیو دے سامنے اوہدا جوان پتر للکار

رہی اسی، سہراب نے پہلے دن رستم نوں میدان وچ ڈیگ دتاتے سینے اتے چڑھ گیا۔
پر رستم نے اپنی بیٹی عمر دے مشاہدے تے تجربے تے مکرناں اپنے آپ نوں بچالیا۔
فیصلہ اگلے دن اُتے جاپیا۔ رات رستم نے اپنے رب دی بارگاہ وچ دعا کر کے اپنی
ساری طاقت منگی۔

اگلے دن دوہاں لشکراں دے ساہنے فیروپوتے پتر کھلن لئی نکلے۔ آج رستم دی
طاقت دی تاب سہراب نہ لے سکيا۔ ڈیگر ہوئی تاں رستم نے سہراب نوں تھلے ڈیگ
دتاتے اپنے پوڑاں دا خنجر سہراب دے سینے وچ کھوب کے للکر مار دیتی۔ سہراب
دے سینے وچوں رت دا فوارہ نکلیاتے رستم دے متھے نوں رنگ گیا۔ رستم نے خنجر کھچ
کے دو جا وار کیتا۔ تاں سہراب دے ڈولے نال بدھا ڈھولنا ننگا ہو گیا۔ رستم نے اپنا
ڈھولنا سیہان لیا۔ رستم دے ہتھ پیر پھل گئے۔ تریلیاں آکھیاں۔ اکھاں اگے ہنیرا
کھل گیا۔ سہراب نے اُبھے ساہ لیندیاں رستم نوں آکھیا۔

اے بڈھے پہلوان! توں ہن اپنی جان دی فکر کر۔ میں رستم دا پتر ہاں میرے
پیونوں جدوں میری موت دا پتہ لگ گیا۔ تاں اوہ تیرے کولوں ضرور بدلہ لوے گا۔ رستم
لئی سارا جہاں سجا ہو گیا سی۔ سہراب نے رستم دا رومال کڈھ کے اپنے متھے دا مڑھکا
پونجھیا تے دسیا کہ ایہہ رومال میرے پیور رستم دی نشانی اے۔ رستم نے اپنے تڑفدے
پتر دامنہ چمیا پر اُجل ساہنے کھلوتی مسکرا ندی ڈٹھی۔

کیانی بادشاہ دے خزانے وچ زرتشت دا طلسمی اک داروسی۔ جیہدا پھٹ میلن
وچ زمانے وچ جوڑ نہیں سی۔ رستم نے اپنے گھوڑے رخشاں اتے بلاتی ماری تے اپنے
تڑفدے پتر لئی مرہم لین لئی فارس ول گیا۔ دو بادشاہیاں دا ویری سی۔ کیانی بادشاہ اپنی
ہٹ دا پکا نکلیا۔ رستم نوں مرہم حاصل کرن وچ دیر ہو گئی۔ آخر جھپٹا مار کے رستم نے
دارودی شیشی کھوہ لئی۔ رخشاں اتے بہہ کے جنگ دے میدان وچ اپڑیا پر سہراب تڑف
کے ٹھنڈا ہو چکیا سی۔ رستم لئی ایہہ سماں اک کرب سی۔ پتر دی موت اک نکی قیامت

سی۔ اوہنے ڈھاہ مار کے پتر دی لاش اتے وین کیے۔ اپنے سروچ مٹی دی مٹھ پاکی اوہ اپنے پیوڑال دا خنجر اپنے سینے وچ مارن لگا۔ تاں اوہدے شاگرداں نے اگے ودھ کے خنجر رستم دے ہتھ وچوں کھوہ لیا تے رستم نوں پھڑ پھڑا کے سیستان ول لے گئے۔ رستم نوں پتر دا غم اجیہا حمید یا کہ اوہنے پہلوانی دا ہنر محمد دین دا، ارادہ کر لیا۔ رستم اک گٹھے لگ گیا تے کئی سالوں تیکر اپنے پتر سہراب دی موت دا سوگ منایا تے فارس دے کیانی بادشاہ ولوں باغی ہو گیا۔

زمانے دے اتار چڑھا جاری رہے۔ اسفندیاردی شہ زوری دا چرچا پوری دنیا تکر اپڑیا۔ اسفندیار اوہ سورما سی، جسے توران تے چین نال جنگاں لڑ کے فتح دا جھنڈا لڈیا سی۔ تے پیو کولوں تخت کھوہن دا چارہ کیجا سی۔ اسفندیار دے پیو نے ایس بغاوت پاروں ناراض ہو کے اوہنوں لوہے دیاں زنجیراں نال بھڑ کے قید کر دتا سی۔ جدوں ایرانی فوجاں نوں ہار ہون لگی تاں گشتاسب نے اسفندیار نوں رہا کر دتا۔ اسفندیار نے ایران دے کھوہے صوبیاں نوں تورانیاں کولوں واپس لے لیا تے ایران د قومی جھنڈا (جیہدا تورانیاں دے قبضے وچ سی) لے لیا۔ فتح دے بعد اسفندیار نے گشتاسب نوں اوہدا وعدہ یاد کرایا۔ تاں اوہنے ایہہ شرط رکھی کہ جے توں رستم نوں (جیہدا باغی ہو گیا اے) پھڑ کے لیا ویں گا۔ تاں تخت تیرے حوالے کر دیواں گا۔ آخر گشتاسب دے بہادر پتر اسفندیاردی جنگ رستم نال متھی گئی۔ بڈھا پے وچ وی رستم نے اسفندیار نوں جانوں مار دتا۔ اسفندیار نے وی رستم دا انگوں مفت خوان فتح کیجے سن۔ اسفندیار دے پتر دا ناں بہمن (ارد شیر۔ یاں دراز دست) سی۔ اپنے دادے گشتاسب دے بعد تخت اتے بیٹھا۔ تاں رستم دے بھرانوں لو بھد دے کہ اپنے ول کر لیا۔ رستم دے بھرانے بہمن دے کہن تے اک ٹوہیا کڈھ کے لکھاں نال کج دتا۔ تے اپنے بھرانوں ورغلا کے اوہدے وچ ڈیگ کے جانوں مار دتا۔ سیستان دا ملک سبھا ہو گیا۔

کارنامیاں دی داستان فردوسی نے ”شاہنامے“ وچ تفصیل نال درج کیتا اے۔ ایہہ
سیستان دے حاکم ساساں دا پوترا تے ڈال پہلوان دا پتر سی۔ رستم دی ماں داناں روداہ
اے۔ جیہڑی کابل دے بادشاہ مہراب دی دمی سی۔ رستم دی طاقت تے شجاعت
دے کارنامے ایران تے توران دیاں لڑائیاں نال وابستہ نیں۔ رستم بڑا بہادر تے شہ
زور پہلوان سی، سرگی ویلے اٹھدا، جانکھیاں پانداتے اپنے شاگرداں (پٹھیاں) نال
اکھاڑے وچ جاندا، سینکڑے پٹھکاں کڈھدا۔ ہزاراں ڈنڈ ماردا۔ کھوہ گیر کے
کنالاں دھرتی پیاندا۔ موراں نال سہاگابندھ کے اُتے درجناں شاگرد بٹھا کے کھچدا۔
ایہدا اگرز بڑا وزنی سی، انسانی رُوپ وچ اک جن سی، دیوسی، عفریت سی، اتہے ایران
تے آ لے دوالے دے پہلواناں نوں زیر کیتا۔ ایہدی طاقت تے شہ زوری تک کے
ایران دے شہنشاہ نے رستم نوں اودھدی جدی جاگیر سیستان سپرد کیتی، شاہی انعامات،
مالیاں تے فوج دا جھنڈا وی دتا۔ رستم جوانی چڑھیا تاں اپنے پیو ڈال کولوں پہلوانی
دے کر سکھے۔ ایہدی شاہ زوری، ٹھاٹھاں ماردی جوانی، ایہدے لئی اک شامت بن
گئی۔ جدوں لاہنگ بھر دا۔ وزن تے طاقت پاروں پہلاں گلیاں فیر گوڈیاں تے فیر
پٹاں تھیکر کھب جاندا۔ آخر ایہنے مجبور ہو کے ساری کائنات دے سچے رب اگے
دعا کیتی۔ کہ میری طاقت واپس لے لئی جاوے، پر جدوں مینوں لوڑ پوے، اودوں عطا
کردتی جاوے۔ ہاتف دی آواز نے رستم دی دعا قبول ہون دی خوشخبری سنائی۔
ایران دیاں ساریاں فوجاں دی سپہ گری رستم دے سپرد ہوئی۔ اک روز جشن
بہاراں (یران دا قومی تہوار) وچ رستم نے البرز پہاڑ دے لاگے اپنا گھوڑا رخشاں اک
دریادے کنڈھے چراند وچ چرن لئی کھلا چھڈ دتا۔ آپ زعفران تے بنفشے دے پھلاں
وچ سوں گیا۔

اٹھیا تاں گھوڑا نہ دسیا۔ سبھاں دا کھوج لاند لاند اک تورانی حاکم افراسیاب
دے محل لاگے چلا گیا۔ افراسیاب دی دمی تہمینہ حوض وچوں نہا کے محل دی اتلی چھت

رستم داپوڑاں بوہت بڑھا ہو گیا سی۔ بہن نے رستم دے ملک سیستان اُتے حملہ کردتا۔ ژاں نے ہار من لئی۔ پر رستم دے پتر فرامرز نے بہن دا ڈٹ کے مقابلہ کیتا تے جنگ دے میدان وچ کم آیا۔ رستم دے خاندان لئی ایہہ موت وی اک نکی قیامت سی۔ بہن نے ژاں دے بڑھا پے اُتے ترس کھا کے اودھ اتاج تخت اُونوں واپس کردتا۔ تے فارس وں پرت آیا۔ اک روز ماژندران دے صحرا وچ شکار کھیڈ دیاں بہن نوں اک زہری سپ نے کٹ لیا، تے اوہ مر گیا پھر بہن دی دمی ہما تخت اُتے بیٹھی تے بتی سال تیکر راج کردی رہی۔

ایہہ سی ایران دے پہلوان رستم دی افسانوی کہانی دا نچوڑ۔ جیہڑا اپنے پتر سہراب نوں قتل کر کے ساری عمر پچھوتا ندار ہیا۔ تہینہ تے رستم اُتے ایس غم دا اک اک لمحہ قیامت بن کے وار دہندار ہیا۔ ❖ نکی قیامت: ❖ ۷۲ ارا از فقیر اثر انصاری فیض پوری ❖

ایہ کتاب لکھ تیار کیتی، برکت پیر سعید رحمہ اللہ سرکار دی اے
نظر پا سوہنے سینہ کھول دتا میری طاقت کیہ او گنہار دی اے
لکھن والی طاقت نہ مول مینوں ایہ تے نگاہ ابوالبلیان سرکار دی اے
مجہ دی پیر سوہنے اُتوں جاں صدقے جس بانہہ پھڑی او گنہار دی اے

طالب شفاعت مصطفیٰ علی علیہ السلام

ریاست علی مجہ دی

کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

فہرست المراجع والمصادر

- ۱) البرادہ شریف ۲) دلائل النبوة ۳) الخصائص الکبریٰ راز امام جلال الدین سیوطی ۴) حجتہ اللہ علی
 اصحابین راز علامہ ابو یوسف بھانی ۵) معارج النبوة راز ملا واعظ الکاشفی ۶) اُسد الغابہ راز علامہ ابن
 اثیر ۷) البدایہ والنہایہ راز علامہ ابن کثیر ۸) سیرت النبی ﷺ راز ابن ہشام ۹) کمل پوش راز دائم اقبال
 آثم ۱۰) مواہب الدنیہ راز علامہ عسقلانی ۱۱) توصیف رسول ﷺ ۱۲) اوصاف رسول ﷺ ۱۳) جن
 اور شیاطین کی دنیا ۱۴) تاریخ جنات اور شیاطین ۱۵) آل رسول ۱۶) نور الابصار ۱۷) تذکرہ شہادت
 ۱۸) روضۃ الشہداء ۱۹) ضیاء النبی ﷺ راز محمد کرم شاہ الازہری ۲۰) سیرۃ الرسول ﷺ راز ڈاکٹر محمد
 طاہر القادری ۲۱) شیطان سے حفاظت ۲۲) تذکرہ غوثیہ ۲۳) زلف و زنجیر راز علامہ ارشد القادری
 ۲۴) تاریخ مشائخ نقشبندیہ راز صاحبزادہ عبدالرسول لئی ۲۵) آگاہی سید امیر کمال ۲۶) تذکرہ مشائخ
 نقشبندیہ راز نور بخش توکلی ۲۷) ملفوظات العظمیٰ ۲۸) روضۃ القیومیہ ۲۹) حضرت نوشہ گنج بخش
 قادری ۳۰) تذکرہ نوشہ گنج بخش ۳۱) کتاب کنز الرحمۃ ۳۲) شاہ فخر الفقیر موہڑوی ۳۳) قرب
 الہی ۳۴) پنجابی گلستاں راز دائم اقبال ۳۵) بلاذ الاولیاء ۳۶) سوانح حیات بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ راز
 علامہ منظور احمد لوری ۳۷) مہر منیر سوانح حیات محمد مہر علی شاہ ۳۸) احیاء العلوم راز امام غزالی ۳۹)
 تلخیص ابلیس راز علامہ ابن جوزی ۴۰) شیطان کی حکایات راز مولانا محمد بشیر کوٹلوی
- ۴۱) بُستانِ موفیاء (مولانا محمد مرید احمد چشتی سیالوی) ادارہ ماہنامہ محراب و منبر، دربار چشتیہ منصور یہ شکر یلہ شریف۔
 ۴۲) حیات قلندر (قاری نور حسین رحمۃ اللہ علیہ شریف) دربار عالیہ شکر یلہ شریف سرائے عالمگیر گجرات۔
 ۴۳) جواہر نقشبندیہ (محمد یوسف مجددی) مکتبہ انوار مجددیہ، ۵۰۵ سٹریٹ مین بازار منصور آباد فیصل آباد۔
 ۴۴) حضرت شیر الہست (ڈاکٹر محمود احمد سائی) ادارہ اہلسنت و جماعت لاہور۔
 ۴۵) تاج العارفین (محمد محمد اجل چشتی قاروقی) مرکز تعلیمات فریدیہ، فرید منزل چشتیاں شریف بہاولنگر۔
 ۴۶) قطب لاہور (ڈاکٹر محمود احمد سائی) ادارہ اہل سنت و جماعت لاہور۔
 ۴۷) کئی قیامت (فقیر اثر انصاری فیض پوری) سینما آدم جی عبداللہ بمبئی والے تاجر کتب و ناشر قرآن مجید لاہور۔
 ۴۸) آلوار قمریہ: ملفوظات خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ / ادارہ تعلیمات اسلام لاہور۔





فیضان عالم پبلیکیشنز
 پیپلز کالونی گوجرانوالہ